صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعة المبارک مورخہ 12 اگست 2016ء بمطابق 08 ذیقعد 1437 ہجری بعد از دوپہر تین بجکر پینتیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

الرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O خَلَقَ الْاِنْسٰنَ O عَلَّمَهُ الْبَيَانَ O الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ O وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ O وَالسَّمَاۗءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ O اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيزَانِ O وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ O وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ O فِيهَا فٰكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ O وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ O فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔

(ترجمہ): (خدا جو) نہایت مہربان۔ اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اسی نے اس کو بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں۔ اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی۔ کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو۔ اور اسی نے خلقت کیلئے زمین بچھائی۔ اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں۔ اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول۔ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ یہ معزز اراکین کی چھٹی کی درخواستیں ہیں: جناب محمد شیر از 2016-08-12، ملک قاسم خان خٹک صاحب 2016-08-12، جناب اکبر ایوب صاحب 2016-08-12، جناب سکندر حیات شیر پاؤ صاحب 2016-08-12، محترمہ نادیہ شیر صاحبہ 2016-08-12، جناب شکیل احمد خان صاحب 2016-08-12، جناب اکرام اللہ گنڈا پور صاحب 2016-08-12، حاجی قلندر لودھی صاحب 2016-08-12، جناب مشتاق احمد غنی 2016-08-12، جناب اعظم درانی صاحب 2016-08-12، جناب فریڈرک عظیم صاحب 2016-08-12، جناب فضل حکیم صاحب 2016-08-12، جناب جمشید خان صاحب 2016-08-12، مفتی سید جانان صاحب 2016-08-12، جناب خالد خان صاحب 12-08-2016، محترمہ خاتون بی بی صاحبہ 2016-08-12، محترمہ نرگس صاحبہ 2016-08-12، منظور ہیں جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ نگہت اورکزئی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی میڈم!

رسمی کارروائی

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! میں یہاں پہ موجود نہیں تھی جس وقت آپ لوگوں نے کوئٹہ سانحہ کے بارے میں یہاں پہ قرارداد پاس کی، سر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ بات کرنا چاہتی ہوں کیونکہ اس میں ہماری وکلاء برادری اور پورا کوئٹہ جو ہے، وہ ایک Brain سے وہ ہو گیا ہے، تباہ ہو گیا ہے، سر! اس کیلئے میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ آف پاکستان اور یہاں پہ تمام ایم پی ایز کی جانب سے آپ سے ریکویسٹ کرنا چاہتی ہوں اور آپ کے نالج میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ یہاں سے اگر ٹریژری بنچز سے اور تمام پارٹیوں کے دو دو نمائندگان ایک خیر سگالی اور تعزیت کیلئے اور کوئٹہ کے لوگوں کے دلوں پہ جو ایک آگ جل رہی ہے اور جو وکلاء کے ساتھ وہاں پہ جس قسم کی ان درندوں نے، قاتلوں نے جو زیادتی کی ہے تو سر! میں چاہتی ہوں کہ خواتین، میناریٹی، ٹریژری بینچز اور ساتھ ہی اپوزیشن کے اگر نمائندگان تعزیت کیلئے

ایک Delegation کو لیکر جائیں بلوچستان، وہاں پہ وکلاء بار کونسل کے جو صدر ہیں، ان کے ساتھ تعزیت کی جائے اور پھر ساتھ ہی ساتھ وہاں کے سی ایم کے ساتھ بھی تعزیت کی جائے تاکہ ہمارے خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے معاملات، اگرچہ یکساں As such ایسے نہیں ہیں لیکن Terrorism کے حوالے سے ہم یکساں ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ وہاں آپ اور سی ایم صاحب اور تمام جتنے بھی لوگ ہیں وہاں پہ جاکے ان کی جو احساس محرومی ہے کو ختم کیا جائے، ان کو یہ سمجھایا جائے، ان سے بات کی جائے کہ بھئی ہم آپ کے ساتھ ہیں، خاص طور پہ خیبر پختونخوا کے لوگ اور یہ تمام پاکستان کے لئے میرا میسج ہے، تمام اسمبلیوں کیلئے میرا میسج ہے کہ ان کے سپیکر صاحبان جو کہ Custodian of the House ہیں، ہم اپنی آواز یہاں پہ آپ تک پہنچا سکتے ہیں، ان کے نمائندگان بھی جو ہیں تو وہ ایک وفد کو تشکیل دیں اور جاکے ان سے تعزیت کریں، وکلاء سے بھی اور ساتھ ہی سی ایم بھی کال آن کریں تو سر! یہ میری آپ سے گزارش ہے اور دوسری گزارش یہ ہے سر، کہ آج ہم لوگ ایک کال اٹنشن نوٹس لارہے ہیں، جس میں اگر Laws کے بارے جتنا بھی ہے تو اس میں آپ پھر نمائندگی دیکھ لیں گے، اس میں بار کونسل کے بھی کچھ نمائندوں کو شامل کرلیں تو وہ کال اٹنشن میں آج لارہی ہوں اور اگر آپ اجازت دیں گے تو پیر کے دن وہ ٹیبل ہو جائے گی اور وہ بات ہو جائے گی تو اسمیں آپ سے یہ چاہتی ہوں کہ اگر آپ رولنگ پہ یہ بات کریں، آپ اپنا بھی اس میں مدعا دے دیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: بالکل میڈم! ایک تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بلوچستان کی جو گورنمنٹ ہے اس کے ساتھ بھی Coordinate کریں گے اور وہاں اسمبلی کے ساتھ اور وہاں بار ایسوی ایشن کے جو نمائندے ہیں ان کے ساتھ بھی رابطہ کریں گے اور یہاں سے ہم ایک نمائندہ وفد لیکر جائیں گے جس میں ہمارے ساتھ Lawyers کی بھی نمائندگی ہوگی تاکہ ہم ایک Solidarity ان کے ساتھ Show کریں اور اسمبلی کی طرف سے ان کے ساتھ جائیں گے تو میں بالکل اس تجویز سے متفق ہوں، جو پارلیمانی لیڈرز ہیں یا جو دیگر بھی اس میں ہمارے ساتھ ایک جرگے کے طور پر ان شاء اللہ بلوچستان جائیں گے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی اور Solidarity show کریں گے، جس میں تمام پولیٹکل پارٹیز کی نمائندگی اور سول سوسائٹی اور خاصکر وکلاء برادری کی نمائندگی ہمارے ساتھ ہوگی، اس کے علاوہ جو دوسری بات ہے یہ بھی

بالکل Valid بات ہے کہ اس وقت لاء میں کافی ضرورت ہے کہ اس میں ریفارمز لائے جائیں، تو بالکل میڈم! آپ ایک کال اٹنشن کے ذریعے لیکر آئیں تو اس میں ہم یہ کریں گے کہ ہم جوڈیشری سے بھی ریکویسٹ کریں گے کہ وہ بھی اگر اس کے اوپر اپنا نقطہ نظر دے سکتی ہے، کوئی ایکسپرٹ دے سکتے ہیں اور وکلاء برادری کے بھی کوئی ایسے ایکسپرٹ ہوں، ان کو بھی ہم دعوت دیں گے اور خاصکر پاکستان کے لیول کے بھی بلکہ میں نے اعتزاز حسن صاحب سے خود پرسنلی بات کی ہے اور انہوں نے میرے ساتھ یہ Commitment کی ہے کہ آپ مجھے اسمبلی بلائیں گے تو میں اسمبلی آؤں گا جو بھی مجھ سے آپ چاہیں گے تو ان کے ساتھ بھی ہم نے یہ بات کی ہے تو ہم جو لاء اس وقت ہے اس کو باقاعدہ نئے سرے سے دیکھنا چاہتے ہیں، اس کو Revisit کرنا چاہتے ہیں اور اس میں جہاں جہاں جو بھی سٹیک ہولڈرز ہیں تو ان کو ان شاءاللہ تعالیٰ اس پہ موقع دیں گے تو آپ کال اٹنشن لے کے آئیں، میں ان شاءاللہ اس کو Monday کو، میں سیکرٹری صاحب سے کہتا ہوں کہ Monday کو ٹیبل کر دیں، آئٹم نمبر 4، منسٹر فار لاء پلیز۔

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا ہائر ایجوکیشن اکیڈمی آف ریسرچ اینڈ ٹریننگ مجریہ 2016 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Imtiaz Shahid (Minister for Law) Mr. Speaker Sir, I on behalf of the honourable Chief Minister introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Higher Education Academy of Research and Training Bill, 2016, in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced. Item No. 05, honourable Senior Minister for Health.

لاء منسٹر آپ پیش کریں گے؟ علی امین گنڈاپور۔

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا طب وہومیوپیتھک ایمپلائز (اپوائنٹمنٹ) مجریہ 2016 کا متعارف کرایا جانا

جناب علی امین گنڈاپور (وزیر مال): شکریہ جناب سپیکر! I, on behalf of Senior Minister for Health intend to introduce in the House, the Khyber Pakhtunkhwa, Tibb and Homeopathic Employees (Appointment) Bill, 2016.

Mr. Speaker: It stands introduced. Item No. 6, honourable Minister for Law please. Item No. 6, Law Minister please!

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا صوبائی محتسب مجریہ 2016 کا متعارف کرایا جانا

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I on behalf of honourable, Item No.6, I beg to move, to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Provincial Ombudsman (Amendment) Bill, 2016, in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced. Item No.7, Ali Amin Khan please.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا فیکلٹی آف پیرامیڈیکل و الائیڈ ہیلتھ سائنسز مجریہ 2016 کا متعارف کرایا جانا

Minister for Revenue: Honourable Speaker, I, on behalf of Senior Minister for Health intends to introduce in the House, the Khyber Pakhtunkhwa, Faculty of Paramedical and Allied Health Sciences Bill, 2016.

Mr. Speaker: It stands introduced. Item No.8, Mr. Fakhar-e-Azam Wazir, Mehmood Jan, Mr. Sultan Muhammad Khan and Mr. Aizaz-ul-Mulk Afkari, one by one.

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! اس بل کو Introduce کرنے سے پہلے میں اس بارے میں کچھ کہوں گا۔

جناب سپیکر: اچھا پہلے بل Introduce کریں، اس کے بعد آپ کو میں دو دو منٹ، جس جس نے پیش کیا ہے وہ بات کر لیں گے، ایک ایک کر کے اپنا موشن پڑھیں گے۔

غیر سرکاری مسودہ قانون کا متعارف کرانے کیلئے اجازت کا طلب کیا جانا

(خیبر پختونخوا 'پروہیبشن' آف انٹرسٹ آن لونز مجریہ 2016)

Mr. Fakhar-e-Azam Wazir: I beg to introduce, for leave of the House to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016 under the Rule 77 of Rules of Business, 1988.

جناب سپیکر: بیرسٹر سلطان محمود! اس طرح کرتے ہیں کہ پہلے سارے موشنز پیش کریں گے، اس کے بعد اگر دو دو منٹ بات آپ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بعد کر لیں گے، بیرسٹر سلطان محمود، محمود خان! اس کے بعد آپ، پھر افکاری صاحب۔

Mr. Sultan Muhammad Khan: Mr. Speaker, I beg to request for leave of this honourable House to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016 under Rule 77 of the Rules of Business, 1988.

Mr. Speaker: Mr. Mehmood.

Mr. Mehmmood Jan: Mr. Speaker, I beg to request for the, I beg to introduce before the House, the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016.

Mr. Speaker: Mr. Afkari Sahib.

جناب اعزاز الملک: محترم سپیکر صاحب! میں خیبر پختونخوا سود سے متعلق امتناعی پرائیویٹ قرضہ جات بل 2016 پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: فخر اعظم۔

Mr. Fakhr-e-Azam Wazir: I beg to introduce before the House, the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016. Sir, I beg to introduce Sir.

Mr. Speaker: The motion before the House that Leave may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes'.

Members: Yes.

جناب سپیکر: اس میں Yes تو پورے زور سے بولیں، سود کے خلاف ہے ان شاءاللہ،

Those who are against it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

M. Speaker: The 'Ayes' have it. Leave is granted to introduce the Motion, Item No.9, please, item No 9 please, ابھی آپ بتائیں جی ابھی، Bill. item No.9. آپ پھر سے بولیں، آئٹم نمبر 9۔

جناب فخر اعظم وزیر: سر! ہاں سر، ہم نے جو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے موشن Introduce کروا دیں اسکے بعد۔

Mr. Fakhr-e-Azam Wazir: Sir, I beg to introduce for leave of the House to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016.

جناب سپیکر: یہ فخرا عظم صاحب آپ تھوڑی سی میری بات سنیں! آئٹم نمبر9، پلیز، آئٹم نمبر9۔

جناب فخرا عظم وزیر: سر! یہی ہے سر، سر یہی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا جی۔

جناب فخرا عظم وزیر: سر!

جناب سپیکر: جی۔

غیر سرکاری مسودہ قانون کا متعارف کرایا جانا

(خیبر پختونخوا 'پروہیبشن' آف انٹرسٹ آن لونز مجریہ2016)

Mr. Fakhar-e-Azam Wazir: I beg to introduce before the House, the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016.

تو یہی ہے سر۔

Mr. Speaker: It sands introduced. Ji Sultan.
Mr. Sultan Muhammad Khan: Mr. Speaker, I request permission to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016, in this august House.
Mr. Speaker: Mr. Mehmood Jan.
Mr. Mehmood Jan: I beg to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Prohibition of Interest on Private Loans Bill, 2016.
Mr. Speaker: Aizaz-ul-Mulk Afkari, please.

جناب اعزاز الملک: محترم سپیکر صاحب! میں خیبر پختونخوا سے سود سے متعلق امتناعی پرائیویٹ قرضہ جات بل2016 کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: Fakhar-e-Azam Wazir

(Interruption)

Mr. Speaker: It stands introduced, it stands introduce.

ہو گیا ہے جی، ہو گیا جی، Introduce ہو گیا، فخرا عظم۔

جناب فخر اعظم وزیر: سر! سب سے پہلے میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا سر! آج ہم نے جو عظیم کام سرانجام دیا تو اس کا تاریخ میں نام ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ جو سود کا کاروبار کرتا ہے اس کے خلاف میرا اور میرے رسول ﷺ کا اعلان جنگ ہے، تو سر! آج ہم نے ان لوگوں کے خلاف اعلان جنگ کا اعلان کر دیا ہے تو یہ بہت بڑی بات ہے اور میں تمام ہاؤس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور پورے صوبے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج ہم نے مرد مومن ہونے کا ثبوت دے دیا ہے اور جناب سپیکر صاحب! میں یہ بھی عرض کرتا چلوں اور میڈیا بھی یہ سن لے کہ اس میں جناب سپیکر صاحب! آپ کا کردار کلیدی ہے کیونکہ آپ نے اس میں مرکزی کردار ادا کیا ہے اور آپ نے بڑا انٹرسٹ شو کیا ہے اس بل کو Introduce کرنے میں اور ان شاءاللہ پاس کرنے میں، میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جناب سپیکر صاحب! اب بات یہ ہے کہ میں آخر میں کچھ گزارشات کرتا چلوں کہ ایک ریاست کے چار ستون ہوتے ہیں، مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ اور ایک میڈیا، آج تو الحمدللہ یہ بل ہم پاس کرلیں گے اسی ایوان سے اور ہمارے جو فرائض ہیں ان شاءاللہ ہم نے سرانجام دے دیئے لیکن جو دوسری شاخ ہے، جو ستون ہے اس ریاست کی، تو وہ ہے انتظامیہ، تو میں آئی جی، آئی جی صاحب سے سپیشل ریکویسٹ کروں گا کہ اس بل کو پاس کرنے کے بعد وہ کریک ڈاؤن شروع کر دیں کیونکہ اب ہمارا جو کام تھا، ہم نے اپنے فرائض سرانجام دے دیئے، اب اس کے بعد پولیس کا کام بنتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے خلاف آپریشن شروع کرے جو اس کام، جو کہ گناہ عظیم ہے، میں ملوث ہیں اور تیسری بات میں عدلیہ سے کہوں گا کہ وہ بھی انصاف Provide کریں کیونکہ جو بھی اس گناہ عظیم میں ملوث ہوگا اس کو دس سال سزا ہوگی اور کم از کم تین سال اور جو Abetment کرے گا، اس کو بھی وہی سزا ہوگی اور یہ -Non bailable offence ہے اور Non-compoundable offence ہے، اس کا مطلب یہ کہ اس کا راضی نامہ نہیں ہو سکتا، اس کی کوئی Bail نہیں ہو سکتی، تو میں عدلیہ سے بھی ریکویسٹ کروں گا کہ اگر کل اس طرح کے کیسز آپ کے پاس آئیں تو آپ براہ کرم انصاف سے کام لیں اور سپیشلی میں میڈیا سے درخواست کروں گا کہ جو کہ ریاست کا چوتھا Pillar ہے کہ اس کا کام پہلے دن سے شروع ہو چکا ہے، آج سے شروع ہو چکا ہے اور اس بل کو Introduce کرنے میں، کل کے اخبارات میں کوریج دیں تاکہ لوگوں

کو پتہ چل سکے کہ خیبر پختونخوانے ایک مثال، خیبر پختونخوا کی اسمبلی نے ایک مثالی کام سرانجام دیا ہے، تو یہ لوگوں کو پتہ چل سکے، میڈیا کو چاہیئے کہ اس کو فل کوریج دے اور کل جو پولیس کریک ڈاؤن شروع کر دے تو میڈیا کو چاہیئے کہ وہ بھی لوگوں کے سامنے لے آئیں تاکہ پتہ چل سکے کہ پولیس اس بارے میں کیا کر رہی ہے اور عدلیہ جو بھی اس بارے میں فیصلہ دے وہ بھی عوام کے سامنے لے آئیں تو میڈیا کا کام، جو کہ ریاست کا چوتھا ستون ہے، آج سے شروع ہوتا ہے اور آخر تک جائے گا، تو میں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں.Once again bundle of thanks۔

جناب سپیکر: سلطان صاحب۔

جناب سلطان محمد خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ، شکریہ جناب سپیکر، جناب سپیکر! چونکہ آج یہ بل Introduce ہوا ہے اس ہاؤس میں، تو رولز کے مطابق اس پر، اس بل کی ڈیٹیلز کے بارے میں تو آج بحث اس طریقے سے نہیں ہو سکتی لیکن جس طرح میرے Fellow MPAs نے یہاں پر، اس بل کے جو مقاصد ہیں یا اس بل کا جو Main Character ہے اس کے بارے میں بات کی ہے تو دو باتیں میں بھی کہنا چاہوں گا، جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی رہنمائی بھی اس بل کے Introduce کرنے میں، ہم سب کیلئے ایک مشعل راہ تھی اور ہے اور میرے خیال میں ایک بہت اہم ایشو پر قانون سازی کا مرحلہ شروع ہوا ہے اور جس طرح میرے آنریبل 'کولیگز' نے کہا کہ میڈیا کو بھی اس میں اپنا کردار ادا کرنا ہو گا، میں صرف اس ہاؤس کے توسط سے یہ بات نوٹس میں لانا چاہ رہا ہوں کہ سود کا کاروبار جو ہے وہ سب سے پہلے تو چونکہ ہمارا ایمان جو ہے اس کے خلاف یہ کاروبار ہے، دوسرا یہ معاشرے کیلئے ایک ناسور ہے اور بہت سے گھر، بہت سے Individuals، بہت سے کاروبار، بہت سے لوگ جو ہیں وہ تباہ و برباد ہو گئے ہیں، اس سود کے کاروبار کی وجہ سے، جناب سپیکر! اس کی کئی شکلیں آج معاشرے میں موجود ہیں، کہیں اس کو سود نہیں کہا جا رہا ہے، کہیں اس کو کوئی اور، کسی اور کاروبار کا نام دیا جا رہا ہے، کہیں اس کو آج کل Payment کا نام دیا جا رہا ہے، کہیں انڈر پلے کا نام دیا جا رہا ہے، کہیں اس کو اور دوسرے ناموں سے پکارا جا رہا ہے، مضاربہ، شکور خان کہہ رہے ہیں، مضاربہ کو بھی غلط طریقے سے استعمال کیا گیا ہے، جناب سپیکر! میری درخواست علمائے کرام سے بھی اس فورم کے توسط سے ہے، علمائے کرام کا بھی اس میں رول ہے، آج

جو بل Introduce ہوا ہے تو یہ جو ناسور ہے معاشرے کیلئے سود کا کاروبار، اس کو ختم کرنے میں علمائے کرام کا بھی ایک بہت بڑا کردار ہے، ایسی شکلیں کہ سود کو کسی اور نام، کوئی اور نام سے پکارنا، اس کو کوئی اور شکل دینا اور پھر اس کو جائز قرار دینا، اس پر علمائے کرام کا بھی ایک صحیح واضح مؤقف جو اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہے، وہ سامنے آنا چاہیئے تاکہ اس قسم کا جو کاروبار ہے اس کی بیخ کنی ہو سکے، جناب سپیکر! اب Introduce ہو گیا ہے یہ بل، میری گزارش تمام ممبران سے یہ کہ اس اہم ترین مسئلے پر کہ اس بل کو سٹڈی کیا جائے، اس بل کو دیکھا جائے، اس میں اگر بہتری کی گنجائش ہے، اس میں کہیں پر امنڈ منٹس کی گنجائش ہے، اس میں کہیں پر مشورے کی گنجائش ہے تو تمام ممبران صاحبان اس پر اپنا فیڈ بیک دے دیں، میڈیا سے گزارش ہے کہ وہ اس ایشو کو ایشو بنا لے، یہاں پر ایشو جو ہے وہ کوئی ایشو ہوتا نہیں ہے اور اس سے بڑا ایشو بن جاتا ہے، جبکہ یہ ایک بہت بڑا ایشو ہے، اس کو اسلئے ایشو بنائیں تاکہ پورے صوبے میں اس پر بحث ہو، پورے صوبے سے اس پہ فیڈ بیک آئے ہمارے پاس، اس ہاؤس کو ایک فیڈ بیک آئے، تو ان شاءاللہ ہم بھی اپنا Feedback امنڈ منٹس کے طور پر، ڈسکشن کے طور پر، ڈیبیٹ کے طور پر دیں گے، اور امید یہ ہے کہ ایک ایسی قانون سازی ہو گی جس میں ایسی سخت سزائیں ہوں گی، جس میں اسے واضح طور پر سود کے کاروبار کو Describe کیا جائے گا اور پھر اس کیلئے ایسی سخت سزائیں ہوں گی کہ ایسے لوگ جو کہ مجبور لوگوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو مجبور کر رہے ہیں اور اس دلدل میں انہیں پھنسا رہے ہیں تو جناب سپیکر! اس کاروبار کی بیخ کنی ہو سکے اور ہم سب ان شاءاللہ متحد ہیں، اس غلط کام کو، اس غلیظ کام کو، اس گندے کام کو اور اس بے دین کام کو اس صوبے سے ان شاءاللہ ہم ختم کر کے رہیں گے، اس کو ہم نہیں چھوڑیں گے اس صوبے میں، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: محمود جان۔

جناب محمود جان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکریه، جناب سپیکر صاحب! د ټولو نه مخکښې خو زه جی، دې ټول هاؤس ته مبارکی ورکوم، زما خیال دے دا د کے پی کے په هسترئ کښې، د دې صوبې په هسترئ کښې پهلا ځل دا سې یو اهم خبره باندې، یو بل دې اسمبلئ کښې پیش شو چې دا ډیر مخکښې په دې باندې عملدرآمد پکار وو او دیکښې ستا سو شکریه ادا کوم

جی، چې تاسو د یکښې ډیر خصوصی توجه ورکړه د دې بل له پاره او خپل کار مو هم پکښې اوکړو، زمونږ سلطان محمود صاحب ورور،فخر اعظم، ټولو ملګرو پکښې ډیرې خه رائې ورکړې دی، تاسو ټولو ته پته ده چې دا یو غټ ناسور دے او په اسلام کښې زما په حساب باندې، اسلام بار بار وئیلی دی چې دا یو عظیم ګناهونو کښې راځی جی، مونږ خو د نورو ګناهونو ذکر کوؤ جی خو دا سود والا خبره ډیره لائټ اخلو، نو ډیر خه بل دے جی، څنګه چې سلطان صاحب اووئیل په دې باندې به ان شاءاللہ دا نور هم زمونږ آنریبل ممبران چې کوم دی،د دې رائے به مونږ اخلو جی او دیکښې چې څومره مونږ دے بل کښې ښه ښه والې راوستې شو، دا به راولو ان شاء اللّٰه، خو Main شے، خبره دا ده چې مونږ پاس کړو، دیکښې به مونږ خپل د پولیس ملګرو نه او د میډیا ملګرو نه هم کوآپریشن غواړو چې په دې Implementation کښې، د دې بل پاس کولو کښې مونږ سره ملګرتیا اوکړی جی، تهینک یو جی۔

جناب سپیکر: افکاری صاحب۔

جناب اعزاز الملک: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ، محترم جناب سپیکر! ستاسو ډیره زیاته شکریه، چې په انتهائی اهمه ایشو باندے، دلته دې ایوان کښې بل Introduce شو، او دا تاسو عین د پاکستان د آئین مطابق خپله فریضه ادا کړه، د پاکستان آئین دفعه (2 الف) کښې او دفعه (2)(38 و) کښې دا واضح لیک دے چې په حکومت پاکستان باندې دا لازم دی چې د ملک د شهریانو د پاره انفرادی او قومی به حکومت داسې ماحول فراهم کوی چې هلته د قرآن او د سنت مطابق هغوی ته ژوند تیرول آسان شی، د دې وجې نه مونږ ستاسو شکریه ادا کوؤ او د پوره ایوان شکریه ادا کوؤ چې په دې موقع باندې خپله یو اسلامی او ملی فریضه تاسو او ایوان ادا کړه، سود یو داسې لعنت دے چې د هغې په وجه باندې، بحیثیت قوم، انفرادی او اجتماعی، مونږ ټول په هغې کښې اخته یو او که د خپلو جامو او د جامو د تنړو جائزه هم واخلو نو دا ټول په سود باندې ککړې دی، د دې سود په ذریعه باندې غریب غریب کیږی او د دې سود په ذریعه باندې سرمایه دار، سرمایه دارکیږی او د هغې په وجه باندې زمونږ په دې ټول وطن کښې بې برکتی سیوا شوې ده او د هغې په وجه باندې دا بدامنی سیوا شوې ده،

ځکه چې کوم قوم بحیثیت قوم د الله او د هغه رسولﷺ سره جنګ کوی، هغه قوم چرته هم په دنیا کښې نشی کامیابیدې، د دې وجه نه د دې د پاره د علماؤ کمیټې پکار ده، دا ډیره حساسه مسئله ده او حرام او حلال قرآن عظیم الشان کښې واضح دی، د دې د پاره د هغې د مشاورت په رڼړا کښې، د هغې په نتیجه کښې سپریم کورټ چې دیکښې کومې فیصلې کړی دی د هغې په رڼړا کښې، فیډرل شریعت کورټ چې په دې حواله سره کوم سفارشات دی او سپریم کورټ شریعه اپیلیټ بنچ چې په دې حواله سره کوم سفارشات مرتب کړی دی، د هغې ټولو په رڼړا کښې دې ته ناسته پکار ده، ډیره په باریک بینئ د دې جائزه پکار ده، د دې لعنت نه ټول قوم له نجات اختیارولو د پاره لائحه عمل طے کول پکار دی، د حکومت دائره اختیار کښې په دې صوبه کښې چې کوم کول دی هغه هم او انفرادی او قومی هم او د ټول ملک، د مرکزی حکومت نه هم دې ایوان له مطالبه پکار ده چې هغوی هم په دېکښې یو کلیدی کردار ادا کړی، زه یو ځل بیا ستاسو شکریه ادا کوم۔

جناب سپیکر: جی سعید گل صاحب، ایک منٹ، میں آپ کو موقع دیتا ہوں اس کے بعد آپ، یہ ریزولیوشن پاس کر لیں، جی میڈم، میڈم ڈاکٹر مہر تاج روغانی۔

محترمہ مہر تاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): I just want one clarification, کہ یہ پنشن جو ہے جو We number سود، people put in the fixed amount, will that be counted in one and number two وہ جو کہ Widows ہیں اور ان کے پاس کچھ پیسے ہیں لیکن تجارت نہیں کر سکتیں And they put in fixed amount تو وہ Fixed amount سود میں ہو گا کہ نہیں ہو گا؟ Because I want clarification۔

جناب سپیکر: میں صرف ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں، یہ جو اس وقت ہم بل لے کر آئے ہیں، یہ جو ہمارے معاشرے میں ناسور بن گیا ہے، ایک تو سود کے حوالے سے، مطلب فیڈرل گورنمنٹ، قومی اسمبلی وہ کر سکتی ہے، یہ پرائیویٹ سود جو بار گینوں میں آج کل ہو رہا ہے، انڈر ہلے ہو رہا ہے، جو سود پر پیسے دے کر وہ جو ہیں ناں، اس کو بڑھاتے ہیں کیونکہ یہ ایسا ناسور بن گیا ہے کہ یہ بہت مضبوط کاروبار بن گیا ہے، یہ ہماری 'مورل رسپانسبلٹی' ہے کہ اپنے شہریوں کو تحفظ دیں، جو اس کا ایک (مداخلت) ایک منٹ،

آپ مجھے بھی موقع دے دیں، کبھی کبھی میں بھی بولوں گا ناں، آپ مہربانی کریں کبھی تو مجھے بھی،

(مداخلت) آپ پلیز بیٹھ جائیں، مجھے بھی تو، ہاں جی، تو یہ Basically ہم نے اسلئے، اور مجھے خود گزشتہ ایک مہینے میں تین ایسے کیسز آئے ہیں کہ ایک آدمی نے چار لاکھ روپے دیئے اور یہ تقریباً ایک سال میں وہ چوبیس لاکھ روپے تک پہنچ گئے، تو اس نے کیا کیا، وہ میرے پاس آیا اس نے اپنا گھر جو ہے ناں اس کے سود میں دے دیا، دوسرا میرے پاس آیا اور Interesting بات یہ ہے کہ اتنے زور آور ہوتے ہیں یہ لوگ کہ ایک آدمی میرے پاس سپیکر ہاؤس بھاگ کر آگیا اور یہ جو سودی ہے وہ اس کے پاس سپیکر ہاؤس آگیا، مجھے تو ان چیزوں کا اندازہ نہیں تھا اور مطلب تین واقعات میرے ساتھ ہوئے ہیں کہ وہ اس نے جو ہے ناں گاڑی دی تھی، تقریباً آٹھ دس لاکھ روپے کی، اور وہ پچاس لاکھ تک پہنچ گئی، یعنی اگر اس قسم کا ظلم ہو سوسائٹی میں اور ہم آپ سب کے پاس اختیار بھی ہو، ہمارے پاس قانون سازی کا حق بھی ہو اور ہم نہ کریں تو اللہ ہم سے بھی پوچھے گا، اسی لئے میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ ڈسکس کیا اور میں نے Initiate کیا، میں نے آئی جی پی صاحب کے ساتھ بات کی ہے، آئی جی پی صاحب نے خود بھی مجھے بھیجا تھا، میں Personally اس کیس کو، جیسے ہی یہ قانون پاس ہوتا ہے، میں آئی جی صاحب کو خود بلاؤں گا اور اس کے خلاف جہاد کا اعلان کریں گے اور میں سب پارلیمنٹرینز کو ریکویسٹ کروں گا کہ سب اس کے خلاف جہاد کا اعلان کریں، میں علماء سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں، میں خاص کر لطف الرحمان صاحب سے ریکویسٹ کروں گا کہ یہ ایک ایسا ہمارا ایشو ہے کہ آپ اپنے مدارس میں اس کے حوالے سے آگاہی پیدا کریں، علماء اس کے بارے میں آگے بڑھیں تاکہ ہم اس کے خلاف پھر مؤثر جہاد کریں، تو میری ریکویسٹ ہو گی کہ یہ ہم سب کا اخلاقی فریضہ ہے، ہم نے اس کے خلاف جنگ کرنا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ اس میں لیڈ لیں گے۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں بھی اس حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں، کیونکہ یہ بہت ہی سیریس ایشو ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! ابھی آپ نے بھی کہا کہ وہ اتنے زور آور ہوتے ہیں کہ وہ لوگوں کے پیچھے سپیکر ہاؤس تک آئے ہیں، جناب اس میں ایسا ہوتا ہے کہ یہ چونکہ میں نے ابھی آپ

کے چیمبر میں بھی یہ بات کی ہے کہ یہاں پر گولڈ لیا جاتا ہے، سر! اس میں مختلف اشکال کے سود ہیں اور اس پر واقعی آپ کی بات ٹھیک ہے کہ گھروں کے گھر تباہ ہو گئے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر جس کسی نے سود لیا ہوتا ہے، سود پر پیسا لیا ہوتا ہے اپنے کاروبار کی ناکامی کی وجہ سے یا جس وجہ سے، سر! پھر وہ جاتے ہیں اس کے پاس، کہتے ہیں کہ اگر تمہارے پاس پیسہ نہیں ہے تو تم اپنی بہن کی شادی ہمارے ساتھ کرواؤ یا تم اپنی بیٹی ہمیں دے دو، جناب سپیکر صاحب! یہ میری نالج میں ہے اور جب یہ قانون پاس ہوتا ہے، اس کے بعد آپ دیکھیں کہ میں آپ کے توسط سے آئی جی صاحب کو کتنے ہی کیسز، چاہے اس میں میری جان چلی جائے، میں تو آپ کو یہی کہتی ہوں کہ یہ سود جو ہے اس نے بڑے بڑے گھروں کو تباہ کر دیا ہے، جناب سپیکر صاحب! اور میرے نالج میں ہے کہ جتنے لوگ یہاں پر، خاص طور پر صدر بازار میں، ساتھ یہ جو صرافہ بازار ہے، یہاں پر جتنا سود کا کاروبار گولڈ کی شکل میں ہوتا ہے، کہ ایک بندہ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے دس لاکھ روپے کی ضرورت ہے، وہ کہتا ہے کہ اچھا آپ بیٹھ جائیں، دس لاکھ کا ہم گولڈ لیکر آتے ہیں، اس میں جتنی کٹوتی ہوتی ہے وہ بھی اس بندے پر ڈال دی جاتی ہے اور پھر اس پر باقاعدہ مہینے کا سود ہوتا ہے، جب تک آپ پیسے نہیں دیں گے تو سر، یہ آپ کا جو آج کا اقدام ہے، ہم سب اپنے 'کولیگز' آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپ نے خاص طور پر خیبر پختونخوا میں کیونکہ ہم تنقید برائے تنقید کیلئے یہاں نہیں بیٹھے ہیں، جب آپ اچھا کام کریں گے تو اچھائی کو بھی ہم 'اون' کریں گے کیونکہ یہ ہمارا کام ہے، یہ ہمارے صوبے کے لوگ ہیں، یہ آپ کے صوبے کے لوگ ہیں، تو جناب سپیکر! میں آپ کو اور تمام ان لوگوں کو جو ہماری پارٹی کے ہیں، قومی وطن پارٹی کے ہیں، پی ٹی آئی کے ہیں، تمام ہاؤس جس کا بھی اس پر Consensus ہے، جناب سپیکر صاحب! میں ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ وہ اتنا اہم مسئلہ یہاں پر لیکر آئے ہیں اور اس مسئلے کیلئے ہمیں آپ کی اور آئی جی کی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: لطف الرحمان صاحب، اس کے بعد نلوٹھا صاحب، لطف الرحمان صاحب بات کر لے، نلوٹھا صاحب! اس کے بعد، لطف الرحمان صاحب۔

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ، بہت بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں تو سوچ رہا تھا کہ یہ بل Introduce ہو گیا اور جب پاس ہونے آئے گا تو اس پر ہم بات کریں گے، لیکن

چونکہ ایک بات شروع ہو گئی اور سب اس پر اپنے کمنٹس اس حوالے سے دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اس پر بات کروں، آپ کی اجازت سے میں اپنے ان ممبران کا، جنہوں نے یہ بل Introduce کروایا ہے، میں ان کا شکر گزار ہوں اور جس طرح انہوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا، اس حوالے سے کہ اس میں آپ کا بھرپور تعاون حاصل ہے تو اس پر بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں، جناب سپیکر! بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نے یہ ملک حاصل کیا ہے اسلام کے نام پر اور اسلام کے نام پر حاصل کرنے کے بعد بنیادی جو بات تھی وہ یہی تھی کہ ہم نے اس ملک کو اسلامی نظام کی بنیاد پر چلانا ہے اور اس وقت بھی ہم نے جب یہ ملک بنایا تو اسی بنیاد پر بنایا، دو قومی نظریئے پر، کہ ہم دو اقوام اکٹھے نہیں رہ سکتے، ہم اپنے لئے ملک بنانا چاہتے ہیں اور وہ مسلمانوں کیلئے بنانا چاہتے ہیں، اسلام کیلئے بنانا چاہتے ہیں، اس ملک کا مطلب کیا ہو گا، پاکستان کا مطلب کیا ہو گا؟ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" جب یہ ہماری بنیاد تھی اور اسی بنیاد پر جناب سپیکر صاحب، ہم نے 73 کا آئین بنایا ہے، ہمارا مشترکہ ایک آئین ہے اس پورے ملک کا اور آج ہماری جو اس ملک کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے وہ جناب سپیکر، 73 کا آئین ہے اور آج اگر یہ پورا ملک اکٹھا چل رہا ہے، اس میں بہت ساری قومیں ہیں، مختلف زبانیں ہیں اور مختلف ان صوبوں کے حوالے سے ہمارے کلچر زہیں لیکن آج اگر ہم اکٹھے چل رہے ہیں تو اس کی بنیاد جو ہے وہ پاکستان کی، اسلام کا نام ہے، اسلامی نظام کی بات اور آئین، وہ آئین جس کو ہم نے مشترکہ طور پر بنایا ہے، اس میں تمام پارٹیوں کے اس وقت کے لیڈران جنہوں نے اس میں Participation کی، دستخط کئے، اس میں تمام جو ہمارے مکتبہ فکر ہیں، ان کے دستخط ہوئے ہیں، اس حوالے سے جو ہم نے یہاں پر ایک بنیاد فراہم کی، جناب سپیکر، تو وہ دراصل یہی چیزیں تھیں اور ہم روز اول سے یہ کہہ رہے ہیں اور کبھی بھی جب سود جیسی لعنت اگر آپ کے ملک میں ہو تو وہ ملک کسی بھی صورت میں پنپ نہیں سکتا اور ہم جب دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اس ملک کو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے، یہ ایک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، پوری دنیا کو ہم بتاتے ہیں تو پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمیں اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے اور بارہا ہم سب نے یہ کوشش کی ہے کہ یہ سب کچھ ہو، لیکن ہمارے ملک کی جو حکومتیں ہیں یا اس وقت ان کے سربراہان سے جب یہ بات اسمبلی میں ہو اور جب ہم کہتے ہیں کہ اس لعنت سے چھٹکارا ہونا چاہیئے تو پھر مجبوری یہ بیان کی

جاتی ہے کہ جی ہمارے تو باہر کی دنیا کے جو ادارے ہیں اور ان کا جو ہم پر پریشر ہے ان سے جو ہم نے قرضے لئے ہیں وہ لوگ ہمیں یہ کرنے نہیں دے رہے ہیں، ہماری مجبوری ہے، ہماری مجبوری کا لحاظ رکھیں اور پھر وہ سود کا پروگرام چلاتے رہتے ہیں، وہ حکومتیں بھی اور ہمارا یہ نظام جو بینکنگ کا ہے یا جو بھی سسٹم ہے، آج لوگوں کو بھی اور دنیا کو Realize ہو رہا ہے کہ اسلامی بینکاری ہونی چاہیئے اور اسلامی بینکاری پر جناب سپیکر، بہت کام ہو چکا ہے اور آج وہ بینک جو ہیں دنیا میں کامیاب ترین بینک کہلائے جاتے ہیں اور اسی بنیاد پر اب آجکل پاکستان میں بھی اسلامی بینکاری کا نظام شروع ہے اور سسٹم شروع ہے کہ لوگوں کو یہ اعتماد دلایا جائے کہ یہ اسلامی بینکاری جو ہم کر رہے ہیں تو اس میں مفتی تقی عثمانی کا نام لیا جاتا ہے، بہت بڑے مفتی ہیں، ان کے تیار کردہ پروگرام کے مطابق ہم یہ سارا نظام چلا رہے ہیں تو لوگوں کو ٹرسٹ دلانے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ ایک بڑی اچھی بات ہے کہ یہ Realize ہو کہ سود جیسی لعنت سے ہم چھٹکارا حاصل کریں گے اور چونکہ آپ کے ملک میں بینکاری کا نظام سود کے بنیاد پر چلتا ہے اور اسی بنیاد کی وجہ سے عام لوگوں میں بھی وہ اس کو اپنے لئے اجازت سمجھتے ہیں کہ وہ پھر سود کا کاروبار کرتے ہیں، لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے، جس طرح آپ نے ذکر کیا اور جو خاندان اس حوالے سے تباہ ہوئے، اسلام تو اسی لئے اس کو روکتا ہے، اسی لئے اس کے خلاف، یعنی اسلام اس سے جتنی نفرت کا اظہار، اس سود سے کرتا ہے شاید کوئی مذہب اس حوالے سے اس سے نفرت کا اظہار کرتا ہو، جس سے معاشرے تباہ ہوتے ہیں، آس پاس کی کمیونٹی میں جو یہ سسٹم چلتا ہے تو اس سے وہ پوری کی پوری کمیونٹی تباہ ہو جاتی ہے اور یہ کوئی خاص طبقے کے پاس وہ پیسہ پہنچتا ہے، جناب سپیکر! تو یہ تو ایک بڑی اچھی بات ہے، یہاں سے آپ نے اس کی شروعات کی ہے لیکن میں یہ سوچتا ہوں سپیکر صاحب، کہ یہ Initiative آپ نے لیا تو ہے تو کم از کم اپنی پارٹی سے پوچھ لیں کہ یہ پالیسی جو ہے ہم چلا رہے ہیں، آیا اس کی اجازت آپ کو ہے بھی کہ نہیں؟ تو اس حوالے سے بھی سوچنا ضروری ہے، بڑی اچھی بات ہے، میں آپ کا شکر گزار ہوں، کہ یہ Initiative ہم نے لی ہے پرائیویٹ سطح پر، مجھے اندازہ ہے کہ آپ پرائیویٹ سطح معاشرے میں اس پر پابندی لگانے کی کوشش کر رہے ہیں اور واقعتاً بہت ساری چیزیں ایسی خلط ملط ہیں کہ بعض چیزوں کی کسی حوالے سے اجازت ہوتی ہے اور بہت ساری چیزیں جس کی اجازت نہیں ہے جناب سپیکر، لیکن وہ آپ کے معاشرے میں ناسور کی طرح چل رہے ہیں، اگر ہم کسی بھی حد تک

کامیاب ہو جائیں کہ اس ناسور کو ختم کر لیں تو یہ بہت بڑی بات ہو گی جناب سپیکر، بہت بہت شکریہ، تھینک یو۔

جناب سپیکر: اس میں ایک، نلوٹھا صاحب کے بعد سردار حسین صاحب بات کرینگے، میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ پوری طرح مشاورت میں شامل ہے، جی، نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! میں جناب فخر اعظم صاحب، جناب محمود جان صاحب، جناب سلطان محمد خان صاحب اور جناب اعزاز الملک صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، پاکستان مسلم لیگ (نون) کی طرف سے کہ انہوں نے جو بل Introduce کرایا ہے، اس پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جناب سپیکر صاحب آپ کو بھی، ماشاءاللہ آپ نے تین سالوں میں ایک اچھا کام کیا ہے پہلی دفعہ، اس پر میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں (تالیاں) اور اس بل کو پیش کرنے میں جناب سپیکر صاحب، آپ کا رول ہے، آپ یہ کریڈٹ اگر حکومت کو دیتے ہیں تو ہمیں اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے، کوئی اختلاف نہیں ہے، جناب سپیکر صاحب! یہ سود نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے برابر ہے اور آج جو ہمارے بھائیوں نے اور آپ نے سود کا کاروبار کرنے والوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے، یہ پوری صوبائی اسمبلی الحمدللہ آپ کے ساتھ ہے، ہم سے اللہ اتنا پوچھے گا جتنا ہمارے بس میں ہے اور جو ہمارے اختیار میں ہے، صوبے میں آج یہ جو بل Introduce ہوا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جتنی سیاسی جماعتوں کی نمائندگی ہے، ہم سب بہت خوش ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھ سے ایک اچھا کام کروا رہا ہے کہ ہم سب مل کر اس بل کو پاس کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان شاءاللہ۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اور جب صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران اس کو متفقہ طور پر پاس کرائینگے تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام سکیورٹی ایجنسیز، میڈیا، پولیس اور ہماری عدلیہ یہ سب ہم مسلمان ہیں، ہر کوئی چاہتا ہے، ہر کسی کے دل کی آواز ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے، جناب سپیکر صاحب! یہ ملک ہم نے لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا تھا، آج تک پتہ نہیں یہ جن مشکلات میں ہم گھرے ہوئے ہیں، اس کے اوپر ہم عمل نہیں کر سکتے، اللہ ہمیں، ہمارے تمام بااختیار جو اس ملک کے بااثر

لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اسلامی قوانین کو نافذ العمل کرنے اور ان پر عمل در آمد کرانے کی بھرپور توفیق بھی دے اور ہمت بھی دے، بہر حال آج جو بل یہاں پر آیا یقیناً مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس میں حصہ ڈالنے کی، اپنا ووٹ اس کے حق میں کاسٹ کرنے کی توفیق دے، تب تک اللہ تعالیٰ مجھے زندہ رکھے، اس صوبے کی عوام کی یہ خواہش تھی کہ سود کی لعنت سے اس ملک کے عوام کی بھی یہ خواہش ہے کہ سود کی لعنت سے چھٹکارا ملے ہم کو اور جو اس وقت بالکل سپیکر صاحب، گھروں کے اندر داخل ہو گئی ہے یہ لعنت اور اس میں مرد تو مرد، یقیناً خواتین بھی اس لعنت میں شریک ہیں، اللہ تعالیٰ صدقات سے رزق کو بڑھاتا ہے، مال کو بڑھاتا ہے عزتوں کو بڑھاتا ہے، زندگیوں کو بڑھاتا ہے، سود سے نہیں بڑھاتا، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سپیکر صاحب آپ کو ایک دفعہ پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان دوستوں کو بھی، جب یہ بل آئے گا تو ہم ان شاءاللہ اس کی بھرپور حمایت کریں گے۔

<u>جناب سپیکر</u>: سردار حسین بابک صاحب! پلیز۔

<u>جناب سردار حسین</u>: شکریه، سپیکر صاحب! زه د حکومتي او د اپوزیشن د ممبرانو ډیره زیاته شکریه ادا کوم، حقیقت دا دے چې زما نه مخکښې ځومره خبرې اوشوې چې دا د مفاد عامه یوه ډیره لویه مسئله ده او د ډیر وخت نه راروانه ده، او بیا ستاسو هم سپیکر صاحب ډیره شکریه ادا کومه چې تاسو ذاتي دلچسپي دیکښې واغسته او دا بل چې کوم دلته Introduce شو، څنګه چې زمونږ ملګرو خبره اوکړله ان شاءالله دا به ستړی کړو او چې ځومره امنډمنټس کیدې شي، Sorry proposals کیدې شي یا پلس مائنس کیدې شي، په هغې کښې به راوړو، سپیکر صاحب! څنګه چې تاسو ذکر اوکړو، هم دغسې ده چې دا په پرائیویټ سیکټر کښې دا دلته ذکر هم اوشو چې څوک ورته انډر پلے وائی او دلته یوه ډیره عامه ټرمینالوجي په جنوبي اضلاع کښې ده، دا د ډبل شاه والا، ډبل شاه، حقیقت دا دے چې په وادی پشاور کښې او په جنوبي اضلاع کښې د اربونو روپو سکینډلے چې دی، دا د داسې قسم د کاروبارونو نه مخې ته راغلې دی او دا ډیره زیاته عوامي نیشنل پارټئ د طرفنه زه د حکومتي اپوزیشن ممبرانو ته باور ورکومه، تسلي ورته ورکومه چې په پرائیویټ سیکټر کښې دا کوم، حقیقت دا دے چې کوم لفظ د هغې د پاره مونږ استعمال کړو، هغه به چې

ډیر ناکاره کاروبار بد رنګه کاروبار هغه روان دے، پکار دا ده چې مونږ په متفقه توګه، مشترکه توګه د هغې مخ نیوې اوکړو، د دې سره سره سپیکر صاحب! زه به دا هم د حکومت نه بلکه د ټولې اسمبلۍ د ممبرانو نه چې په پرائیویټ سیکټر کښې مونږ د دې کاروبار، د سود خلاف کوؤ، باید چې مونږ د دې هم جوګه شو چې مونږ یو بل راوړو او پبلک سیکټر کښې چې دا کوم سودی کاروبار دے یا دا سودی بینکنګ دے چې د هغې مونږ مخ نیوې اوکړو، زما دا خیال دے چې دا به ډیره زیاته غوره او ډیره زیاته مناسبه خبره وی، لهذا زه یقین ورکوم چې د دې بل به مونږ مرسته کوؤ او په جمع به ئې پاس کوؤ، Implementation کښې ان شاءالله چې څومره حده پورې کیدې شی خپل خپل کردار به ادا کوؤ ان شاءالله۔

جناب سپیکر: عنایت خان! اس کے بعد ایک ریزولیوشن ہے پھر وہ کرلیں گے۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب! میں مولانا لطف الرحمان صاحب لیڈر آف دی اپوزیشن اور اعزاز الملک افکاری صاحب کی اس گفتگو کو آگے بڑھاؤں گا کہ Constitution of Pakistan کے Preamble میں اور پرنسپل آف پالیسی میں لکھا ہوا ہے کہ سٹیٹ آف پاکستان ایسے Steps اٹھائینگے کہ لوگ اسلامی طرز زندگی بسر کرسکیں، Enabling environment create کرینگے اور Constitution of Pakistan کے اندر یہ بھی لکھا ہے کہ اس ملک کے اندر قرآن وسنت جو ہے وہ بالادست قانون ہوگا اور قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی جائیگی اور جو پہلے سے موجود قانون سازی ہے وہ Null & Void ہوگی، اگر کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف ہے تو وہ Null & Void ہوگی، کالعدم ہوگی اور اس کیلئے Constitution of Pakistan جب بنا 1973 میں تو اس میں اسلامک آئیڈیالوجی کونسل بنا اور اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کو، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں سپیکر صاحب! یہ بڑی Important وہ ہے، اسلامک آئیڈیالوجی کونسل بنا تو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کو یہ کام حوالہ کیا گیا کہ وہ آئندہ دس سال کے اندر تمام قوانین کو Codify کریں گے اور اس کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں گے اور پھر وہ اپنی Recommendations نیشنل اسمبلی کو پیش کریں گے اور نیشنل اسمبلی کیلئے Binding ہوگی کہ وہ ان قوانین کو Implement کرے اور یہ جو

1973 کا دستور ہے یہ کسی پولیٹیکل پارٹی کا دستور نہیں ہے، یہ تمام پولیٹیکل پارٹیز کا متفقہ دستور ہے جس پر اے این پی کے لیڈر کا دستخط ہے، جس پر جے یو آئی کے لیڈر کا دستخط ہے، جس پر پیپلز پارٹی کے لیڈر کا دستخط ہے، جس پر جماعت اسلامی کے لیڈروں کے دستخط ہیں، جس پر جے یو پی کے لیڈروں کے دستخط ہیں یعنی پاکستان کے اندر اس وقت جتنی بھی پولیٹیکل فورسز تھیں، ان کا Consensus document ہے اور یہ طے تھا کہ دس سال بعد وہ Recommendations نیشنل اسمبلی آف پاکستان میں پیش ہوں گی اور ان کو Implement کیا جائے گا، اسلامک آئیڈیالوجی کونسل نے اپنی سفارشات مرتب کر کے ان کو حوالہ کیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہ ایک غیر آئینی سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے کہ ان کو Implement نہیں کیا گیا ہے اور سود بھی ان میں سے ایک ہے، جس کے اندر سپریم کورٹ کی Decisions آ گئیں، وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے آ گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ مرکزی حکومت کی مجبوریاں بھی ہو سکتی ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس کیلئے Steps بھی نہیں لیے جاتے ہیں، اسلئے میں یہ جو پرائیویٹ ممبر سود کا بل ہے یہ تو ہماری اس اسمبلی کی Domain میں تھا لیکن میں چاہونگا کہ اس اسمبلی سے مرکزی حکومت کو ایک ریزولیوشن پاس ہو آج ہی، اور اس میں یہ صوبائی اسمبلی ان کو یہ Recommend کرے کہ مرکزی حکومت Steps لے کہ جو آئین پاکستان کا تقاضا ہے اور کورٹس کی مسلسل Decisions ہیں کہ اس ملک کو سود کی لعنت سے پاک کرنے کیلئے حکومت اور نجی طور پر تمام جگہوں پر Steps لیں اور بنکوں کا سود ہو، خواہ سود جس فارم میں ہو اس کو ختم کرنے کیلئے Steps لئے جائیں اور اسلئے میں یہ Recommend کروں گا کہ اس اسمبلی سے ایک ریزولیوشن آج ایسی پاس ہونی چاہیئے کہ ہماری اس اسمبلی کی ایک متفقہ قرارداد بھی مرکزی حکومت کے پاس چلی جائے اور قومی اسمبلی کے پاس چلی جائے کہ Steps ایسے لیے جائیں کہ جس کے نتیجے میں سود کی لعنت سے پورا معاشرہ پاک ہو جائے۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان خان، بس اس کے بعد وہ ریزولیوشن پیش کرینگے۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ، جناب سپیکر! بالکل ایک اہم بل اور جس طرح عنایت صاحب نے کہا ہے کہ یہ Objective resolution کے اندر جو پاکستان کی ڈائریکشن اور جس کیلئے یہ ملک بنا اس میں یہ چیز واضح ہے اور آج جو آئین کا حصہ ہے Objective resolution اس کے

اندر یہ کلیئر ہے کہ وہ سارے قوانین ان کو Islamic injunction کے ساتھ اگر In conflict ہے تو Null and void declare کیا جائے گا اور In conformity with Islam لایا جائے گا، جناب سپیکر! میں آپ کو بتاؤں کہ خیبر پختونخوا کے اندر اس وقت اس پرائیویٹ سود کی لعنت کی وجہ سے بہت اضطراب پایا جاتا ہے، پانچ لاکھ روپے دیئے جاتے ہیں اور کوئی تین چار پانچ مہینے کے اندر وہ پچاس لاکھ تک پہنچ جاتے ہیں، لوگ اپنے گھروں سے محروم جاتے ہیں اور اس کو روکنے والا کوئی نہیں ہے، اس قانون کے اندر جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ جدھر جدھر کمی ہے کہ اس کو Addition ہونی چاہیئے کہ یہ فیصلے جرگوں کے ذریعے کرتے ہیں، یہ آپس میں Privately فیصلے کرتے ہیں، لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور پھر جرگوں کے ذریعے فیصلے کرتے ہیں کہ میرے اس کے اوپر ایک کروڑ بن گئے، میرے اس کے اوپر دو کروڑ بن گئے اور پھر وہ جرگہ فیصلے کرتا ہے تو جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ اگر جرگہ ممبران اور اس کے اندر وہ جرگے کے قانون کو بھی، کہ اگر جرگہ اس کے اندر جو کچھ ہوگا وہ بھی اس کی سزا کے مستحق ہوں گے جو اس فیصلے میں بیٹھیں گے تو یہ اور آسان ہو جائے گا اور عام آدمی کی جو زندگی ہے وہ اس کی وجہ سے اور بالکل لوگوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے، جس کے پاس پیسے ہیں، انہوں نے ایک پروفیشن بنا رکھا ہے اور جناب سپیکر پتہ ہے کہ جب سود اتنا زیادہ کسی معاشرے کے اندر بڑھ جائے اور وہ عمل جس کو اللہ کے خلاف جنگ ڈکلیئر کیا گیا ہے یہ اتنا بدترین عمل ہے اور اگر وہ اس معاشرے میں اتنا ہی پھیل جائے جتنا آج کل وہ اس معاشرے میں پھیل چکا ہے تو وہ معاشرہ عذاب کیلئے بالکل تیار ہو جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ گناہ کبیرہ اتنا زیادہ ہو چکا ہے تو اسلئے اس سے نجات کیلئے صرف قانونی طور پر یہ کہنا کہ یہ غلط ہے اس کے اندر وہ ساری چیزیں ڈالنے کی ضرورت ہے کہ اس کے اندر کیونکہ یہ تو عدالت کے اندر یہ فیصلے ہو نہیں سکتے یہ چونکہ Void agreements ہیں، یہ عدالت کے اندر آپ پیش نہیں کر سکتے لیکن جو Privately لوگ جرگوں کے ذریعے ان کے فیصلے کرتے ہیں وہ جرگہ اور جیوری ممبران کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر ڈالنا چاہیئے کہ وہ بھی ایک جرم ہے، جو لوگ فیصلہ کریں وہ بھی ایک جرم، وہ بھی مجرم ہیں، جو یہ فیصلہ لکھے وہ بھی مجرم ہے، جو دونوں فریقین ہیں دونوں اس کے اندر مجرم ٹھہرائے جائیں تبھی اس لعنت سے نجات ملے گی، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: سعید گل صاحب! آپ اپنی ریزولیوشن لے کے آئیں۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

جناب سعید گل: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب! قاعدہ 240 کے تحت قاعدہ 124 کو معطل کر کے مشترکہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240 to allow the honourable Member to move his resolution? Those who are favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Please.

جناب سعید گل: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ، شکریه، جناب سپیکر صاحب! دا یو مشترکه قرارداد دے چې په دې باندې جناب زرین گل ایم پی اے صاحب، جناب سردارحسین بابک صاحب، سردار اورنگزیب نلوتها صاحب، جناب منور خان ایډوکیټ صاحب، محترمه نگهت یاسمین اورکزئی صاحبه، جناب فخراعظم وزیر صاحب، جناب محمود جان صاحب، جناب فضل شکور خان صاحب، جناب ملک نورسلیم صاحب، جناب شاه حسین صاحب او جناب بخت بیدار خان صاحب او محترمه زرین ضیاء صاحبه چې دوئ په دې باندې دستخطونه کړی دی، دا یو مشترکه قرارداد دے۔

جناب سپیکر: یہ ریزولیوشن آپ شاہ فرمان سے بھی سائن کروادیں تاکہ منسٹر کا بھی اس میں وہ ہو، آپ سائن کرلیں پلیز۔

مشترکہ قرارداد

جناب سعید گل: جناب شاه فرمان صاحب هم پکښې شامل شو۔

ہر گاہ کہ قرآنی احکامات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سود ہر لحاظ سے حرام اور ناجائز ہے اور ہر گاہ کہ سود کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے، اسلئے یہ اسمبلی صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ پورے ملک کے اندر سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے فوری اقدامات اٹھائے۔" شکریہ۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that resolution moved by the honourable members may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Very good ji (Applause) Item No. 10, Mr. Munawar Khan Advocate.

Mr. Munawar Khan Advocate: Thank you Sir. Sir, I request that leave may be granted to introduce the Bill before this august House.

Mr. Speaker: The motion before the House that leave may be granted to the honourable member? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Leave is granted to introduce the Bill. Ji Munawar Khan Sahib, Item No. 11.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا لینڈ ایکویزیشن مجریہ 2016 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Munawar Khan Advocate: Sir, I request to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Land Acquisition (Amendment) Bill, 2016 in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced. Item No. 12, Mr. Mehmood Jan, Mr. Qurban Ali Khan

(Intruption)

جناب سپیکر: آپ کو اس وقت بولنا چاہیئے تھا جب وہ پیش کر رہے تھے، (مداخلت) نہیں ابھی تو اس نے صرف، بات تو آپ کر لیں لیکن اس کو تو اس نے ٹیبل کر دیا، آپ کو اس وقت کہنا چاہیئے تھا، آپ کو Raise کرنا چاہیئے تھا تو آپ نے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا نا، آپ نے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا؟ ابھی آپ، اچھا تو اس طرح ہے، میں آپ کو موقع دیتا ہوں، Legally ابھی Leave ہو چکا ہے، Introduce ہو چکا ہے نمبر ون، ابھی آپ کیا کر سکتے ہیں؟ اگر آپ اس کو Oppose کرنا چاہیں تو آپ باقاعدہ جب یہ پاس ہونے کیلئے آجائے گا تو آپ اس کو Oppose کریں، ابھی تو صرف Introduce ہوا ہے، یہ پاس نہیں ہوا ہے، یہ صرف Introduce ہوا ہے، جی محمود جان صاحب، پلیز۔

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا ایڈہاک ایمپلائز آف ڈائریکٹوریٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی (ریگولرائزیشن آف سروسز) مجریہ 2016 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Mehmood Jan: Mr. Speaker, I beg to move a motion for leave under Rule 77 of Provincial Assembly Rules of Business, 1998 to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Adhoc Employees of Directorate of Information Technology (Regularization of Services) Bill, 2016 in the House.
Mr. Speaker: The motion before the House is that leave may be granted to the honourable member? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Leave is granted to introduce the Bill. Item No. 13, Mr. Mehmood Jan and Mr. Qurban Ali.
Mr. Mehmood Jan: Sir, I beg to move, introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Adhoc Employees of Directorate of Information Technology (Regularization of Services) Bill, 2016 in the House.
Mr. Speaker: Its stand introduced. Item No. 14 & 15.

بس اس کا اپنا ٹائم ہوگا اس پر آپ بات کر لینگے پھر، جی جی، جی محمود جان صاحب۔

جناب محمود جان: سر! د ټولو نه مخکښې خو جی زه ستاسو شکریه ادا کوم چې دا پرائیویټ ممبر ډے تاسو راوسته جی، دا چې کوم کسان دی، دا انفارمیشن ټیکنالوجی والا، دا سر آٹھ نو دس سال نه په دې محرومئ کښې مبتلا وو جی، دا بل چې کوم دے، دا حکومت هم سپورټ کړے دے، منسټر صاحب هم سپورټ کړے دے او قائمه کمیټی چې کوم ده هغوی هم سپورټ کړے دے نو د دې سره جی د دوئ په زړونو کښې چې کوم هغه احساس کمتری وه او دغه وه، هغه به لرې شی جی ان شاءالله، او دا ټول، زه تاسو ته ریکویسټ کوم ټول هاؤس ته چې دا ان شاءالله ماله پاس کړی، تهینک یو جی۔

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا' لمٹیشن' مجریہ 2016 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 14 & 15. Honourable Minister for Law, Senior Minister, sorry.

جناب عنایت اللہ {سینئیر وزیر (بلدیات)}: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ، I on behalf of honourable minister for Law beg to present the Khyber Pakhtunkhwa, Limitation Bill, میں خیبر پختونخوا Limitation بل کو زیر غور لانے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Limitation (Amendment) Bill, 2016 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it.

جناب سردار حسین: کہ منسٹر صاحب مناسب گنڑی چې لږ مونږ ته وضاحت اوکړی چې دا Limitation-----

Mr. Speaker: Okay. Explain it.

سینئیر وزیر (بلدیات): Basically اس پر کورٹس کے بھی Decisions آئے تھے اور پھر یہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کو بھی ریفر کیا گیا تھا، For opinion، Basically یہ جو 1908 سے اور اس سے پہلے والی Mortgage کا اور اس کا لاء ہے، اس میں امنڈمنٹ ہے اور اس کی دو شقیں ہیں، فرسٹ شیڈول میں، 147, 148 جو کہ End میں دیئے ہوئے ہیں، ان کو Delete کرنا ہے کیونکہ وہ غیر اسلامی ہیں، وہ اس لحاظ سے غیر اسلامی ہیں کہ اس میں Limitations ہیں کہ Sixty years کے بعد آپ اگر کسی کو Mortgage دیں گے اور Sixty years گزر جائیں گے تو وہ بندہ Owner بن جائے گا جو کہ UnIslamic ہے تو اس کو Delete کرنا ہے اور اس Limitation law کے اندر امنڈمنٹ لائی ہے، This is correction اور بالکل شارٹ امنڈمنٹ ہے، آپ End پر پڑھیں تو آپ کو از خود وہ ہو جائے گا، I may be allowed to۔

Mr. Speaker: Passage.

Senior Minister for Local Government: Passage stage.

Mr. Speaker: 'Consideration Stage': Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 and 2 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 and 2 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 and 2 stands part of the Bill, Preamble, Long Title and Schedule also stand part of the Bill.

مسودہ قانون(ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا 'لمٹیشن' مجریہ2016کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: 'Passage Stage': Ji, Minister, please.

Mr. Inayatullah {Senior Minister for (Local Government)}: Sir, I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Limitation Bill, 2016 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Limitation (Amendment) Bill, 2016 may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed. Item No. 16. Mr. Qurban Ali Khan.

ضیاء بنگش آپ، مسٹر قربان علی خان ایم پی اے، ممبر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی، اور کوئی، محمود جان! کون ہے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا نمائندہ، قربان؟

خیبر پختونخوا حکومت کے حسابات سے متعلق پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی نظرثانی شدہ رپورٹس کا پیش کیا جانا

Mr. Qurban Ali Khan: Sorry Sir. I, on behalf of Chairman Public Accounts Committee intend to present the reviewed Report of Public Accounts Committee on Food department for the year 2010-11 and 2012-13 in the House. Thank you.

Mr. Speaker: The report is presented.

خیبر پختونخوا حکومت کے حسابات سے متعلق پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی نظرثانی شدہ رپورٹس کا منظور کیا جانا

Mr. Speaker: Item No.17 Mr. Qurban Ali Khan.

Mr. Qurban Ali Khan: I on behalf of Chairman Public Accounts Committee intend to move that the reviewed report of the Public Accounts Committee on food department for the year 2010-11 and 2012-13 may be adopted.

سرا! دا Actually دا Two issues وو ریکوری وه Of income tax from the dealers and recovery of over payment هغه بیا زمونږ آنریبل منسټر صاحب راغلو، چونکه اول ډیپارټمنټ دیکبنې انټرسټ دومره نه وو اغستې نو په دوباره Review ته راغلو، منسټر صاحب هم پکبنې انټرسټ واغستو نو هغوی او مونږ Satisfied شو بیا، Thank you sir۔

<u>Mr. Speaker</u>: Okay, the motion before the house that the PAC review reports for the year 2010-11 to 2012-13 may be adopted. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker</u>: The 'Ayes' have it. The PAC reviewed report is adopted. Madam Uzma Khan-----

<u>محترمہ عظمیٰ خان</u>: سر!

<u>جناب سپیکر</u>: ریزولیوشن-----

<u>محترمہ عظمیٰ خان</u>: اس دن Present نہیں ہوا تھا۔

<u>جناب سپیکر</u>: اچھا اس میں ریزولیوشن تو آپ لے کر آئی ہیں ہم نے اس سے باقاعدہ رپورٹ مانگی ہے، آپ ریزولیوشن پڑھ لیں تاکہ اس پہ عنایت خان! آپ دیکھ لیں پھر۔

<u>محترمہ عظمیٰ خان</u>: فروری 2016 کو ضلع دیر لوئر کے علاقے ثمر باغ سورہ غنڈی میں 18 سالہ صباء گل ولد شاہجہان کو چھری سے ذبح کیا گیا، مگر تاحال اس کے تفتیش میں پیش رفت نہیں ہوئی، لواحقین کا کہنا ہے کہ کچھ بااثر لوگ ملزمان کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں، لہذا ووومن پارلیمنٹری کاکس صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ تفتیش کے عمل کو تیز کیا جائے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور ایک مہینے کے اندر صوبائی اسمبلی کو رپورٹ پیش کی جائے، جناب سپیکر! ان کے لواحقین کا یہی تھا کہ سیاسی اثر رسوخ استعمال کر کے کیس کا رخ موڑا جا رہا ہے اور ان کو یہی شک تھا کہ شاید ان کو انصاف نہ ملے اسی وجہ سے ہم یہ کیس اسمبلی میں لائے ہیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی عنایت خان پلیز۔

سینیئر وزیر (بلدیات): یہ بات پہلے بھی ہوئی تھی اسمبلی کے اندر اور میں نے ایشورنس دی تھی کہ میں ڈی پی او لوئر دیر سے یہ اور بخت بیدار خان نے ادینزئی کے اندر ایک چار سالہ بچے کے قتل کا ایشو بھی اٹھایا تھا اور میں نے ڈی پی او لوئر دیر سے پھر کل بات کی ہے اور میں ان شاءاللہ تعالیٰ اگلے سیشن کے اندر پوری رپورٹ پیش کروں گا وہ باقاعدہ جو اس وقت تک کیس چل رہا ہے، اس کی ڈیٹیلز اس کے Updates وہ مجھے دینگے اور جو یہ Particular case ہے اس پہ اعزاز الملک افکاری صاحب بھی ایوان کو آگاہ کر چکے ہیں کہ اس کے سارے ملزمان جو ہیں وہ گرفتار ہو چکے ہیں اور وہ عدالت کے اندر ہے اور اس کو کسی بھی پولیٹیکل پارٹی کی طرف سے ہمارے علم کے مطابق کوئی پشت پناہی نہیں مل رہی ہے اور ہم یہ Ensure کرائینگے، ہم میڈم کو بھی اور ایوان کو بھی یقین دلاتے ہیں کہ یہ سفاکانہ جو واقعہ ہے ہم Ensure کرائینگے کہ فیئر ٹرائل ہو اور پولیس Fully اس میں Cooperate کرے انوسٹی گیشن میں اور کورٹ بھی Assist کرے اور اس کے نتیجے میں جو جرم ہوا ہے، ملزمان کو سزا ملے اور اس بچی کو اور اس کے خاندان کو انصاف ملے تو ان دونوں واقعات کی ڈیٹیلز جو ہیں وہ اگلا جو سیشن ہے ان شاءاللہ اس میں میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: اوکے، قرارداد 797 آمنہ سردار۔

قرارداد

محترمہ آمنہ سردار: شکریہ، جناب سپیکر! چونکہ پاکستان میں اکثر لوگ اور خصوصاً تعلیمی اداروں میں اسلامی ہستیوں اور مقدس مقامات کو انگریزی اصطلاح میں مثلاً مسجد Mosque مکہ شریف کو Mecca اور حضرت محمد ﷺ کے نام Muhammad ﷺ کو مختصر کر کے Mohd میں Pronounce نہیں کروں گی، لکھا جاتا ہے جو کہ نہایت غلط اور نامناسب ہے جس سے مقدس ہستیوں اور مقامات مقدسہ کی تضحیک ہوتی ہے اور اس کے علاوہ اسلامی نقطہ نظر سے انگریزی اور عربی زبان میں ان کے معنی اور مطلب مختلف ہوتے ہیں،" لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ اسلامی ہستیوں اور مقامات مقدسہ مثلاً مسجد کو Mosque کے بجائے Masjid مکہ شریف کو Mecca کی بجائے Makkah اور حضرت محمد ﷺ کے نام کو Mohd کو مکمل

Muhammad لکھا اور پڑھا جائے، نیز صوبائی حکومت خود بھی اپنے طور پر کوشش کرے کہ مذکورہ اصطلاح کی تصحیح کرکے باقاعدہ طور پر نوٹیفیکیشن جاری کرے تاکہ دین اسلام کے بارے میں نوجوان نسل کی صحیح رہنمائی ہوسکے" جناب سپیکر صاحب! اس میں ایک لفظ آرہا ہے Mohd، اس کو میں Pronounce اسلئے نہیں کروں گی کہ انگریزی میں اس لفظ کا مطلب کوئی اتنا اچھا نہیں ہے اور Usually اس کو Short میں لوگ اس طرح لکھتے ہیں اور اس کا بڑا غلط مطلب بنتا ہے تو یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے نام کی تضحیک ہوتی ہے اس صورت میں، تو اس لئے یہ گزارش کی گئی ہے اور چونکہ چرچ کو چرچ ہی لوگ کہتے ہیں تو ہم مسجد کو مسجد کیوں نہیں کہہ سکتے، ہم کیوں Mosque کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سر! یہ تین اصطلاحات کا ایشو نہیں ہے Its an issue of translating one culture into another culture اور Culture کو Translate نہیں کیا جاتا ہے Religion کو Translate نہیں، Religion کے مفہوم کو Translate کیا جاتا ہے لیکن اس کے جو بنیادی اصطلاحات ہیں مثلاً اس پہ ہمارے جو علماء ہیں اب وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ صلوۃ کو Prayer نہیں کہہ سکتے ہیں جو ان کا Prayer ہے وہ That's a different mode جو مسلمانوں کا صلوۃ ہے وہ صلوۃ ہے اس طرح نبی ﷺ کا نام، اس کو آپ مختصر کرکے نہیں کہہ سکتے، اس کو پورا لکھیں گے اور میں بالکل ان کے ساتھ Agree کرتا ہوں، Even سلام کے حوالے سے ہمارا یہ ہے کہ سلام And good morning have different meanings سلام It's part of our religion, عبادہ، تو اسلئے، ہاں، دونوں کا Different ہے تو میں In principle ان کے ساتھ Agree کرتا ہوں اور انہوں نے جو Resolution لائی ہے تو ہمیں اپنے سسٹم کے اندر، حکومتوں کو اپنے سسٹم کے اندر یہ اصلاح کرنی چاہیئے کہ یہ جو ہمارے بنیادی Religious اصطلاحات ہیں جس کو دوسرے مذاہب کے اندر اس کا Alternate available نہیں ہے زبانوں کے اندر، Alternate available نہیں ہے، اس کو ایسے ہی عام کیا جائے، لیکن یہ سلسلہ صرف ان تین چار اصطلاحات تک محدود نہیں ہے، اس کو Identify کیا گیا ہے، علماء نے اس کو Identify کیا ہے اور Mosque کے علاوہ سلام ہے، صلوۃ ہے اور

Differentاصطلاحات ہیں،اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک Generalize formاگروہ ہو تو اس سے زیادہ فائدہ ہوگا، بہرحال ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے، ہم Agree کرتے ہیں ان سے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ڈسکشن شروع کرتے ہیں اس پہ، آپ مولانا لطف الرحمان! آپ پلیز۔

محترمہ نگہت اورکزئی: یہ قرارداد تو پیش کریں، وہ پاس کرنا ہے سر۔

محترمہ آمنہ سردار: سر، پاس تو کریں ناں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس نے تو ایشورنس دی ہے، اس کو ہاؤس کے سامنے۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سپیکر سر! اگر میری بات پر میڈم کو تسلی نہیں ہے تو مجھے قرارداد پاس کرنے پر بھی کوئی وہ نہیں ہے لیکن ہاؤس کی Consensus آتی ہے اور پولیس کے پاس چلی جاتی ہے اور عدالتوں کے پاس بھی، ظاہر ہے عدالت تو Independent ہے وہ تو اپنا کام کرے گی، پولیس کے پاس اگر وہ چلا جائے اور پولیس تفتیش وغیرہ میں مجھے یقین ہے کہ وہ Assist کر رہی ہے لیکن ہاؤس کو ذرا زیادہ اطمینان ہو جائے، مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں نے ان کو ایشورنس دی ہے کہ میری کل ڈی پی او لوئر دیر سے بات ہوئی ہے، دونوں واقعات کے اندر And he has updated me and he say, he has promised me کہ وہ In detail میں نے ان کو اپنا Email بھی بھیجا ہے کہ Detailed report بھی بھیجیں گے۔

جناب سپیکر: یہ پہلے والا پینڈنگ کرتے ہیں کیونکہ عدالت میں بھی کیس ہے اور دوسرا کام ہاؤس کے سامنے رکھتے ہیں، میرے خیال میں بس صرف اس پہ چار پانچ لوگ ڈسکشن کر لیں یہ مین ایشو پہ اور باقی پھر وہ بریک کر لیں گے کیونکہ، The motion before the House that resolution moved by the honourable member may be adopted. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Lutf-ur-Rehman Sahib, ji.

جناب سردار حسین: ما جی ریکویسټ کړې وو، بیا زه چارسدې ته۔۔۔۔

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): دوئ ته اول اجازت، د دوئ چرته بهر پروګرام دے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے جانا نہیں ہے؟ کیونکہ آپ جائیں گے تو پھر مسئلہ ہو گا۔

جناب سردار حسین: نه زمونږ، نن وایمه، ما ریکویسټ کړے وو۔

جناب سپیکر: جی جی، سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ، سپیکر صاحب! میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپوزیشن لیڈر کا اور آج میں نے ریکویسٹ کی، چونکہ 12 اگست ہے اور یوم بابڑہ ہے، دو تین منٹ اس پہ بات کر لوں گا، ایک انتہائی تاریخی دن ہے، تاریخ کا ایک سیاہ دن ہے، آج کے دن ہزار سے زیادہ خدائی خدمتگاروں کو گولیاں مار دی گئیں تھیں، ان کو شہید کیا گیا تھا اور اسی طرح ہزاروں کی تعداد میں خدائی خدمتگاروں کو بغیر کسی وجہ کے زخمی کر دیا گیا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تاریخ میں آج کا جو دن ہے وہ انتہائی سیاہ ترین دن ہے، وہ اس حوالے سے بھی کہ اس وقت کی حکومت نے، ان لوگوں نے جو گولیاں خدائی خدمتگاروں پہ برسائیں، جو جو لوگ شہید ہو گئے تھے، ان گولیوں کی قیمت بھی، ان کی جائیدادوں کی شکل میں ان سے وصول کر دی ہسپتالوں میں اس وقت کی حکومتوں نے، اس وقت کی حکومت نے ہسپتالوں کو پابند بنایا، ان پہ قدغن لگایا کہ ان مریضوں کی صحت کی اور علاج معالجے کی جو ضروریات اور لوازمات ہیں وہ پوری نہیں کرنی ہیں تو آج کے دن Tribute پیش کرتے ہیں، خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ان شہداء کو جو بغیر کسی وجہ کے اس وقت کی حکومت وقت کی بربریت اور جبر کی زد میں آئے تھے، سپیکر صاحب! آج کا دن جو کہ افغان مہاجرین، پناہ گزینوں کی واپسی کے حوالے سے ایک دن پہلے بھی میں نے بات کی تھی اور پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آج کا دن آپ نے مخصوص رکھا اسی ڈسکشن کیلئے، سپیکر صاحب! اس دن بھی میں نے بات کی تھی کہ یہ افغان پناگزین خود نہیں آئے ہیں یہاں پہ، ان افغان پناہ گزین کو یہاں پہ لایا گیا ہے اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ ان لوگوں کو لایا گیا، ان کے ساتھ جماعتیں بنائی گئیں جہاد فی سبیل اللہ کے نام پہ، ظاہر ہے اس وقت روس اور امریکہ کی ایک جنگ تھی، بعض سیاسی اور مذہبی جماعتوں کا یہ مؤقف تھا کہ یہ جہاد ہے، ہمارا یہ مؤقف رہا تھا کہ یہ جہاد نہیں ہے، یہ فساد ہے، جو لوگ افغانستان میں روس اور امریکہ کی جنگ کو جہاد قرار دے رہے تھے، وہ امریکہ کو اہل کتاب گردانتے تھے اور روس کو اس وقت سور کافر کہتے تھے اور پھر ظاہر ہے، خان

عبدالولی خان کو اللہ تعالیٰ بخشے، انہوں نے اس وقت کہا تھا کہ یہ وسائل پہ جنگ ہے، یہ قدرت کی جنگ ہے، یہ حکومت کیلئے جنگ ہے لیکن کوئی ماننے کو تیار نہیں تھا، سپیکر صاحب! مجھے آج بھی یاد ہے شہید ڈاکٹر نجیب اللہ خان اس وقت کے جو صدر تھے، بعد میں ان کو جس بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا تھا اور اس وقت، اس دن حکومتی مؤقف آیا کہ بعض لوگ افغان پناہ گزینوں کے اس وقت آنے کے مخالف تھے، وہ ہم تھے، ہم مخالفت کر رہے تھے، ڈاکٹر نجیب اللہ نے، یہ جتنے لاکھوں کی تعداد میں افغان پناہ گزین یہاں پہ آئے اس وقت ایک جرگے کی شکل میں، انہوں نے کہا کہ ہم سب پختون ہیں، مسلمان ہیں، اگر آپ لوگ اسلام کے راستے پہ اسی مسئلے پر بیٹھ کے حل کرنا چاہتے ہیں تو چلو خانہ کعبہ چلتے ہیں ادھر بیٹھتے ہیں اسلامی اطوار اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ مسئلہ حل کرتے ہیں، دوسرا آپشن انہوں نے یہ دیا کہ ہم سب پختون ہیں، پختونوں کے اپنے جرگے ہیں، اگر آپ لوگ یہ سمجھتے ہو کہ جرگوں کے توسط سے یہ مسئلہ حل کرتے ہیں تو چلو آؤ جرگے میں بیٹھتے ہیں اور یہ مسئلہ حل کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر نجیب اللہ نے کہا تھا ان تمام پناہ گزینوں کو کہ وہ پڑوسی ملک میں نہ جائیں، پختونوں کے آپس میں مسائل ہوتے ہیں، جھگڑے ہوتے ہیں، مشکلات آجاتی ہیں، آپس میں بیٹھ کر مشکلات پر، مسائل پر بات کرتے ہیں اور اس کا حل نکالتے ہیں، اس وقت نہ خان عبدالولی خان کی بات کسی نے مانی اور نہ ڈاکٹر نجیب اللہ شہید کی بات کسی نے مانی، وقت گزرتا گیا، ظاہر ہے ایک عالمی معاہدے کے تحت افغانستان کے پختون ادھر یہاں پہ، I am very sorry نلوٹھا صاحب نے ریکویسٹ کی تھی کہ اردو میں بات کروں، میرے لئے بڑا مشکل ہے لیکن اس کیلئے اردو میں بات کرتا ہوں، ہم پختون یہاں کے اور پختون افغانستان کے، ہم افغان ہیں، اس بات سے کسی کو اختلاف نہیں ہونا چاہیئے، یہ کسی کا Race بدلتا ہے، میں جب اپنے مالیات کے کاغذات میں جاتا ہوں تو میں سردار حسین بابک ولد فلاں لکھتا ہوں تو ساتھ قوم افغان لکھتا ہوں، سارے افغان لکھتے ہیں، ملک ہمارا پاکستان ہے، پاکستان الگ ملک ہے، مملکت ہے، افغانستان الگ مملکت ہے، یہاں پہ تیس تینتیس سال یہ افغان پناہ گزین رہے ہیں، اپنے دوسرے گھر میں رہے ہیں، یہاں کے لوگوں نے، یہاں کی حکومتوں نے مہمان نوازی کی ہے، پچھلے تین چار مہینوں سے ان کے گھروں پہ چھاپے مارے جارہے ہیں، ان کے بچوں کو یرغمال بنایا جارہا ہے، ان کے کاروباروں پہ ہلہ بول دیا جاتا ہے، ان کو ہزاروں کی تعداد میں بچوں اور بچیوں سمیت عورتوں سمیت تھانوں

میں بند کیا جاتا ہے، سوچنا چاہیئے سپیکر صاحب! افغانستان اور پاکستان کے حالات میں اعتماد کی فضاء نہیں ہے، عدم اعتماد کا ایک بہت بڑا تناؤ ہے، پاکستان بھی دہشتگردی کا شکار ہے، افغانستان بھی دہشتگردی کا شکار ہے اور مجھے تو حیرت اسی بات پہ ہوتی ہے کہ حکومتی پارٹی کا سربراہ کل یہ بیان دیتا ہے کہ بین الاقوامی معاہدے کے تحت افغان پناگزینوں کو کوئی جبری طور پر باہر نہیں کر سکتا تو سوال یہاں پہ یہ پیدا ہوتا ہے، اس کی انوسٹی گیشن ہونی چاہیئے، اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے کہ اگر اسی صوبے کی حکومتی پارٹی کا ایک سربراہ اس عمل کو Disown کرتا ہے تو پھر یہ سوچنے کی بات ہے اور پوچھنے کی بات ہے کہ یہ کام کون کر رہا ہے؟ دونوں ممالک کے پختونوں میں نفرت کا جو بیج بویا جا رہا ہے، اسی خلاء کو جو وسعت دی جا رہی ہے، یہ دونوں ممالک کے مفاد میں نہیں ہے، یہ لوگ یہاں پہ بین الاقوامی معاہدے کے تحت رہ رہے ہیں، ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ باعزت طریقے سے، مہذب طریقے سے، احترام کے طریقے سے ان کی واپسی کو یقینی بنایا جائے تاکہ افغانستان اور پاکستان کے بیچ جو عدم اعتماد کی فضاء ہے اس کو ختم کیا جائے، اس کو کم کیا جائے، افغانستان بھی دہشتگردی کی لپیٹ میں ہے، پاکستان بھی دہشتگردی کی لپیٹ میں ہے، افغانستان کا پاکستان پہ اعتماد نہیں ہے، پاکستان کا افغانستان پہ اعتماد نہیں ہے، ہمارا دونوں ممالک کی مقتدر قوتوں سے یہی مطالبہ رہے گا کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ شہید ہوئے اور بدقسمتی سے 99 فیصد لوگ جو ہیں وہ پختون شہید ہو رہے ہیں، لہذا سوچنے کی بات ہے، سپیکر صاحب! یہاں پہ ایک پوری نسل پیدا ہو گئی ہے اور پوری نسل ابھی جوان ہو گئی ہے، ہم نے ان کی عزت نفس کو مجروح کر دیا ہے، لہذا برادر ملک کی حیثیت سے، اسلامی ملک کی حیثیت سے اور پختونولی کی حیثیت سے ہم سب کو یہ حق ادا کرنا پڑیگا کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو احترام سے رخصت کرنا ہے، میں سپیکر صاحب! یہاں پہ یہ بھی بتانا مناسب سمجھتا ہوں، ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو ہمارے صوبے کے چیف ایگزیکٹیو ہیں، اس دن ہمارے حکومتی نمائندے نے فلور آف دی ہاؤس کہا کہ تین لوگ جب گرفتار ہوتے ہیں تو دو لوگ افغان مہاجرین وہ کرائم میں ملوث ہوتے ہیں، اس طرح کے الزامات ہم یہ سمجھتے ہیں سپیکر صاحب، آج میں اور آپ، ہم سب چیف جسٹس صاحب کے پاس گئے تھے، وہاں بلوچستان میں پورا بار، پورا بار یعنی 98 فیصد وکلاء کو شہید کیا گیا، اسی طرح کا، ایک دن پشاور میں دھماکہ ہوتا ہے تو دوسرے دن قندہار میں دھماکہ ہوتا ہے، تیسرے دن کوئٹہ میں دھماکہ ہوتا ہے تو چوتھے دن ننگرہار میں دھماکہ ہوتا

ہے، سپیکر صاحب! As a political worker, as a parliamentarian ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم دونوں ممالک کی مقتدر قوتوں سے یہ پوچھیں کہ اگر دونوں ممالک واقعی دہشتگردی کے خلاف سنجیدہ ہوں اور وہ یہ سمجھتے ہوں کہ دونوں ممالک دہشتگردی کے نرغے میں ہیں تو پھر دونوں ممالک کو کیا مشکلات ہیں، پاکستان کو کیا مشکلات ہیں، افغانستان کو کیا مشکلات ہیں؟ آیا افغانستان میں مقیم دہشتگرد اور پاکستان میں مقیم دہشتگرد دونوں ریاستوں پہ اتنے طاقتور ہیں کہ دونوں ریاستیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں؟ لوگ تھک گئے ہیں، لوگوں میں مزید برداشت نہیں ہے، تعزیتیں کر کر کے، قراردادیں پاس کر کر کے، جنازے اٹھا اٹھا کے لوگ تھک گئے ہیں دونوں ممالک کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے اور اس دہشتگردی کا قلع قمع کرنا ہوگا اور دونوں ممالک نے اپنے اپنے عوام کو بتانا ہوگا کہ ان کو کیا کیا مشکلات ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے تیس، پینتیس، چالیس سال سے دونوں ممالک کی یہ عوام اتنے تنگ آ گئے ہیں کہ اگر دونوں ریاستیں اپنے اپنے عوام کو اپنی مشکلات اور اپنی مجبوریوں سے آگاہ کر دیں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ دونوں ممالک کے عوام اپنے گھر بار بیچنے کو تیار ہیں لیکن وہ مزید دہشتگردی کو برداشت نہیں کر سکتے، سپیکر صاحب! پاکستان میں تو المیہ یہ ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کے سب سے زیادہ پاکستان کے وفادار بننے والے پاکستان کے دشمن ہیں، حق کی بات پاکستان میں کرو تو آپ غدار ہو، آپ ایجنٹ ہو، یہاں پہ لوگ اپنے آپ سے فتویٰ دینے لگتے ہیں، سرٹیفیکیٹ وفاداری کا دیتے ہیں، یہ شک کرنا، یہ ایک دوسرے پہ الزامات لگانا، یہ لوگوں کو سرٹیفیکیٹ دینا اور دلوانا ان چیزوں نے پاکستان کو کمزور کر دیا ہے بلکہ پاکستان کو دولخت کر دیا ہے، 71 کا واقعہ کیسے پیش آیا؟ آج بلوچستان کے حالات کو آپ دیکھیں، وہاں پہ بنگلہ دیش سے بدترین حالات Create ہو گئے ہیں اور یہی حالات، میں یہ سمجھتا ہوں کہ پختون انتہائی احساس محرومی کا شکار ہیں، ان حالات کے ذمہ دار کون ہیں، صاف بات کیا ہے؟ ایک دھماکہ ہو جاتا ہے، سو لوگ شہید ہو جاتے ہیں، Simply کہا جاتا ہے کہ RAW ملوث ہے، Simply کہا جاتا ہے کہ افغان ایجنسی ملوث ہے، Simply کہا جاتا ہے کہ پاکستان کے دشمن ملوث ہیں تو پکڑ لیں، کس کی ذمہ داری ہے ان کا سراغ لگانا، کس کی ذمہ داری ہے؟ یہ ہماری ذمہ داری ہے، یہاں پہ ملک کے جو ادارے ہیں ان کی ذمہ داری نہیں ہے؟ یہ ان کی ذمہ داری ہے، ہزاروں کی تعداد میں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ شہید در شہید ہو رہے ہیں، Simply جو لوگ بااختیار ہیں، وہ الزام

لگا لیتے ہیں کہ فلاں نے یہ دھماکہ کیا ہے، فلاں ملوث ہے، بھئی ان کو پکڑو، جن پہ آپ الزام لگا رہے ہیں، ان کے ممالک میں تو دھماکے نہیں ہو رہے ہیں، ہمارے ملک میں ہو رہے ہیں، ہم ذمہ دار ہیں، اپنے باشندوں پہ الزامات لگانا، اپنے باشندوں پہ شک اور شبہہ کرنا، ہم ان کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ پاکستان خدانخواستہ، خدا نخواستہ مزید کمزور ہوگا، پاکستان پہ ہماری گرفت مزید کمزور ہوگی لہذا یہ Wasted interest کیلئے، ذاتی مقاصد کیلئے، سیاسی مقاصد کیلئے محب وطن پاکستانیوں پہ شک کرنا شبہہ کرنا الزامات لگانا، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک کو مضبوطی کی طرف نہیں، خدانخواستہ خدانخواستہ کمزوری کی طرف مزید لیتا جائے گا، ہم مرکزی حکومت کو بھی، صوبائی حکومت کو بھی، سیکورٹی فورسز کو بھی یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ملک کا ایک ایک باشندہ دہشتگردی کے خلاف ہے، دہشتگردی کے خلاف اس جنگ میں ساری قوم کی یکسوئی میں کوئی دو رائے نہیں ہے، لہذا اس دہشتگردی کے خلاف، اس جنگ کے نتائج حاصل کرنے کیلئے ہمیں بروقت سنجیدہ اور عملی اقدامات اٹھانا ہونگے، مزید اسی چیز پہ کام نہیں چلے گا، میں ماضی میں جانا نہیں چاہ رہا، آج افغان پناگزینوں پہ جو لوگ الزامات لگا رہے ہیں، کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں پہ جو چیچن، جوازبک، جو تاجک پندرہ سال سے بیٹھے ہوئے تھے، ٹریننگ لے رہے تھے، ان کے پاس کون کونسا پاسپورٹ تھا، کونسا شناختی کارڈ تھا، ان لوگوں کو کس نے ویزے دیئے تھے؟ یہ ایسے واقعات ہیں، یہ ایسی تاریخ ہے، یہ ایسا ماضی ہے کہ ہم نے اس کو ماننا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں بنگلہ دیش کو دیکھنا چاہیئے، وہ 71 میں ادھر سے چلا گیا، آج ہمیں Compare کرنا چاہیئے پاکستان کو اور بنگلہ دیش کو، پاکستان 47 میں پیدا ہوا ہے، بنگلہ دیش 71 میں پیدا ہوا ہے، آج بنگلہ دیش کدھر ہے، آج پاکستان کدھر ہے، آج سری لنکا کدھر ہے، آج ہندوستان کدھر ہے اور آج ہم کدھر کھڑے ہیں؟ لہذا دہشتگردی کے خلاف اس جنگ میں اسی ڈگر پہ، اسی مقام پہ تمام پولیٹیکل فورسز میں، تمام حکومتوں میں، تمام سیکورٹی فورسز میں جو یکسوئی پائی جاتی ہے سپیکر صاحب، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے فائدہ لینا چاہیئے، یہی وہ وقت ہے کہ جس طرح ہم اخبارات میں سنتے ہیں، ٹی وی پہ دیکھتے ہیں کہ دہشتگردی کی کمر توڑ دی گئی ہے، توڑ دی گئی ہے، اسی طرح ان شاءاللہ، ان شاءاللہ عملی طور پہ ان دہشتگردوں کی کمر واقعتاً توڑ دینی چاہیئے اور یہ مشکل نہیں ہے، پاکستان ایک مضبوط ریاست ہے، تمام قوم، بائیس کروڑ عوام حکومتوں کے پیچھے، سیکورٹی فورسز کے پیچھے اور دہشتگردی کے خلاف کھڑے ہیں، ہم

خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں، خراج عقیدت بھی پیش کرتے ہیں ان تمام شہداء کو، لہذا یہ الزام لگانا کہ افغان پناہ گزین جو ہیں وہ یہاں پہ جرائم پیشہ ہیں یہ سوچنا چاہیئے کہ جس وقت ان کو لایا گیا، اس وقت ساتھ دینا چاہیئے تھا ان قائدین کا، جو ان کے آنے کے مخالف تھے، اب جبکہ آ گئے ہیں، تیس پینتیس سال گزر گئے ہیں، ان کا جانا ضروری ہے، ان کا جانا بالکل انتہائی ضروری ہے، جس طرح حکومتوں نے فیصلہ کر دیا ہے لہذا ان کا جانا عزت کے ساتھ ہو، احترام کے ساتھ ہو، سپیکر صاحب! آپ سے بھی ریکویسٹ ہے کہ رولنگ آپ دے دیں کہ تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز کو تمام اضلاع کے ڈی پی اوز کو جو ڈائریکشن دے دی گئی ہیں کہ رات میں، Suppose میں مثال دیتا ہوں آپ کو، آپ کسی پختون کے گھر پہ رات کو ایک یا دو بجے پولیس وہاں پہ چلی جاتی ہے، ان کے چھوٹے چھوٹے بچے سوئے ہوتے ہیں ان کی عورتیں سوئی ہوئی ہوتی ہیں اس گھر جب یہ کیفیت ہوگی، یہ کوئی طریقہ ہے؟ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تو اس طرح کی مثال ہے کہ آپ کسی مہمان کو کھانا بھی کھلاؤ اس کی اچھی خاطر مدارت بھی کرو لیکن وہ جب گیٹ پہ نکلنا چاہے تو آپ اس کو دھکہ دیکر باہر کرلو، میرے خیال میں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، لہذا میری حکومت سے بھی یہی گزارش ہے، عمران خان صاحب نے جو Statement دی ہے، ابھی تو جس طرح میں نے ذکر کیا، اب تو اس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ یہ پوچھا جائے کہ دو مہینے یعنی جتنی تذلیل ان کی گئی ہے، یہ کس کے کہنے پہ کی گئی ہے؟ اگر حکومتی پارٹی کا سربراہ اس چیز کو Disown کرتا ہے تو پھر ضرور اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ لہذا مجھے پوری پوری امید ہے ان شاءاللہ، وزیر اعلیٰ صاحب کا بیان بھی میں نے آج پڑھا ہے بڑا Positive تھا، اسی طرح ہونا چاہیئے، ان کو عزت کے ساتھ، ان کے جو کاروبار ہیں، ان کی جو پراپرٹیز ہیں، سپیکر صاحب! میں آپ کو ایک بات اور بھی بتاؤں، یہاں پہ ان کی جو جائیدادیں ہیں، ان کی نیلامی کی Propagation ہو رہی ہے، Suppose ایک بنگلہ کسی افغان پناہ گزین کا اسی لاکھ کا ہے تو ابھی Propagation ہو رہی ہے کہ پچیس لاکھ میں بک رہا ہے، یعنی ان کی جائیدادوں کی نیلامی ہو رہی ہے، یہ پختون ہیں، ہم بھی پختون ہیں، اسطرح نہیں ہونا چاہیئے، بحیثیت حکومت اور عوامی سطح پہ ہم نے ان کو تحفظ فراہم کرنا ہے، ہم نے ان کا احترام کرنا ہے ان کی جان کا اور ان کے مال کا، ان کے بزنسوں کا، ان کے کاروبار کا، ان کے بچوں کو ہم اگر تحفظ دے دیں، بڑا عرصہ ان لوگوں نے گزارہ ہے تاکہ جو ہمارے تعلقات ہیں،

اس میں اور اچھائی آجائے، یہ جو تناؤ ہے یہ ختم ہو جائے، یہ جو نفرت کی صورتحال ہے یہ ختم ہو جائے، یہ شک اور شبہ کا جو ماحول ہے یہ بھی ختم ہو جائے تو میرے خیال میں سپیکر صاحب! یہ دونوں ممالک کے بہترین مفاد میں ہے۔

سپیکر کی جانب سے وضاحتی بیان

جناب سپیکر: اچھا میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں، ایک تو یہ ہے کہ افغان کونسل جنرل میرے پاس آیا تھا اور انہوں نے اپنی Concern show کی تھی، میں نے اپنی طرف سے بھی کچھ Concern show کی تھی یہ جو ٹیلیفون کالز آرہی ہیں اس کے بارے بھی میں نے ان کو کہا تھا، بہرحال یہ جو اس وقت سب کچھ ہو رہا ہے، اسلئے ہم نے اس پہ ڈسکشن کیلئے موقع دیا ہے کہ آپ اس کے اوپر ڈسکشن کریں، ایک میٹنگ میں Arrange کر رہا ہوں جس میں تمام پارلیمانی پارٹی کے لیڈرز اور افغان ایمبیسڈر بھی آئیں گے اور ایک دوسری بھی میٹنگ میں Arrange کر رہا ہوں جس میں ہم ادھر سے جو افغان سفیر ہے اور جو پولیس یہاں کی ہماری، آئی جی اور جو سی سی پی آیا ہوا ہے ادھر یہ سارے لوگ بیٹھیں گے، بالکل، میں نے آئی جی پی صاحب کو کہا ہوا ہے کہ کوئی Harassment نہیں ہونی چاہیئے، کوئی Illegal ایسی Activity نہیں ہونی چاہیئے، اگر کسی قسم کی رپورٹ ہوتی ہے تو میں آپ کے سامنے انسٹرکشن دیتا ہوں پولیس کو کہ جو بھی قانون کے اندر اور اس کے اندر ان کا حق بنتا ہے ان کو حق دیا جائے، غیر ضروری ان کو تنگ نہ کیا جائے اور یہ پارٹی کی Decision ہے، آپ کو پتہ ہے عمران خان نے Statement دی ہے Clear-cut جو کچھ ہو رہا ہے اور چیف منسٹر صاحب اور ہم نے بھی اس کے اوپر میٹنگ کی ہے اور جو چیف منسٹر کا بیان آیا ہے وہ حکومت کی بھی پالیسی Statement ہے اور پی ٹی آئی کی بھی پالیسی سٹیٹمنٹ ہے، نگہت اورکزئی، مولانا صاحب! میرے خیال میں آپ بات کر لیں، مولانا لطف الرحمان صاحب، اس کے بعد آپ کر لیں گے۔

محترمہ نگہت اورکزئی: وہ تو اپوزیشن لیڈر رہیں، پھر Sum up کر لیں گے ناں، ہم لوگ دو چار باتیں کریں گے۔

جناب سپیکر: نہیں Sum up تو گورنمنٹ کرے گی۔

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): ټول گورنمنټ به کوی کنه۔

محترمہ نگہت اورکزئی: او کے جی، ٹھیک ہے۔

رسمی کارروائی

قائد حزب اختلاف: نحْمَدُه وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَا بِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ، بِسْمِ اللّٰـهِ الرَّحْمٰـنِ الرَّحِیمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر! کہ اس اہم مسئلے کے حوالے سے آپ نے مجھے اجازت دی، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت اگر آپ اسمبلی میں حکومتی ارکان کے حوالے سے آپ دیکھ لیں اور اس ایشو کے بارے میں، اس مسئلے کے حوالے سے جو سنجیدگی نظر آ رہی ہے وہ آپ کے سامنے ہے، چونکہ آج ایک اہم بات ہونی تھی اس پہ، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا مشترکہ طور پہ ایک میسج آنا چاہیئے اور حکومت کی طرف سے سنجیدگی کا جو عالم ہے وہ آپ کے سامنے ہے کہ ان کو چاہیئے تھا کہ وہ بیٹھتے اور اس پہ وہ بھی بات کرتے اور ہم بھی بات کرتے اور نتیجتاً ہم مشترکہ طور پر پالیسی کے حوالے سے ایک بات اپنی پارلیمنٹ سے لاسکتے تو بہت بڑی اچھی بات ہوتی جناب سپیکر، جناب سپیکر! پرسوں اس مسئلے کے حوالے سے عنایت اللہ خان صاحب نے بات کی، چونکہ اس وقت ایشو اور تھا اور درمیان میں افغان مہاجرین کے حوالے سے ایک بات آئی، کوئٹہ کا مسئلہ چل رہا تھا اور اس حوالے سے یہ بات سامنے آئی تو مختلف آراء سامنے آئیں، عنایت اللہ خان صاحب کی جو باتیں تھیں، خوش آئند باتیں تھیں۔ اچھے انداز میں انہوں نے بات کی، سکندر خان صاحب نے بات کی، اچھے انداز میں بات کی، اچھے الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ جو میسج ہمارے افغان مہاجرین کی طرف جانا ہے تو یہ ایک اچھا انداز تھا اور ان کو شاید تھوڑی سی تسلی اس حوالے سے ملنی چاہیئے جو باتیں اس وقت ہوئی تھیں اور گورنمنٹ کی طرف سے مختلف انداز میں باتیں ہوئیں، سخت الفاظ بھی ادا کئے گئے، مہاجرین کے حوالے سے جو مجلس ہوئی وہ ٹھیک انداز میں نہیں ہوئی جناب سپیکر، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی میں بات کرنا گورنمنٹ کی طرف سے تو ایک جامع ایک انداز ایک پالیسی ہونی چاہیئے اور جس پر بات ہو تو اچھے انداز میں بات ہو سکے، یہ نہیں کہ حکومتی ارکان کوئی کچھ کہیں، ان کا لیڈر جو ہے اس کے الفاظ اچھے ہوں، چیف منسٹر کے الفاظ بڑے سخت ہوں اس کے بعد پھر ممبران میں تقسیم ہو، کوئی کچھ کہہ رہا ہے اس کے بارے میں، کوئی کچھ کہہ رہا ہے، یہ جناب سپیکر! اچھی

بات نہیں ہے، ہمیں یکسوئی سے ایک بات کو آگے لے جانی چاہیئے تھی کیونکہ یہ ہمارے پورے صوبے کا مسئلہ ہے، میں سمجھتا ہوں پورے ملک کا مسئلہ ہے افغان مہاجرین کے حوالے سے، افغان مہاجرین ہمارے بھائی ہیں، پورے ملک میں اس وقت ہیں اور وہ بلوچستان میں بھی ہیں، پنجاب میں بھی ہیں، وہ سندھ میں بھی ہیں اور خاص طور پر ہمارے صوبے میں بہت زیادہ ہیں، تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا جو میسج جانا چاہیئے تھا وہ ایک مشترکہ طور پر ایک قوم کے حوالے جانا چاہیئے تھا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے جناب سپیکر، کہ ہم افغان قوم ہیں، ہماری جو مائیگریشن ہوئی ہے بہت عرصہ پہلے، آباؤاجداد ہماری کی جو مائیگریشن ہوئی ہے قوموں کے حوالے سے، اس کے پیچھے پوری قومیں ہیں اور یہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں جناب سپیکر، اور اس پورے ہمارے صوبے میں رہنے والی قوم جو ہے وہ پشتون قوم ہے، وہ اپنے آپ کو افغان قوم کہلاتی ہے، چاہے اس سائیڈ پہ ہو، چاہے اس پاکستان میں ہو، چاہے افغانستان میں ہو، لیکن ہمارا جو Relationship ہے اس کو کوئی توڑ نہیں سکتا، یہ ایک نیچرل Relationship ہے ہماری جو ہمیں یہ ملی ہوئی ہے جناب سپیکر، جناب سپیکر! اس مسئلے کے حوالے سے تھوڑا سا ہمیں ماضی میں جانا چاہیئے اور ماضی میں جو کچھ ہوا ہے اس حوالے سے ضرور بات ہونی چاہیئے تاکہ آئیں، ہم آج پہ تو نتیجتاً کوئی اچھے نتائج اخذ کر سکیں اور ایک اچھی پالیسی جو ہے وہ آسکے جناب سپیکر، جناب سپیکر! ایک زمانہ تھا جب رشیا آیا افغانستان میں جناب سپیکر اور قبضہ کیا افغانستان کے اوپر، تو ہمارے پورے ملک کی، پوری قوم کی اس حوالے سے جو ہمدردی تھی وہ افغانستان کے عوام کے ساتھ، افغانستان کی قوم کے ساتھ جو ہماری ہمدردی تھی وہ یہی تھی کہ باہر سے کوئی دوسرا ملک جو ہے وہ کیونکہ افغانستان پہ قابض ہوا ہے اور اس کیلئے جو ہم سے ہو سکتا تھا اخلاقی طور پر، ایک قوم کے حوالے سے جو اپنی رائے تھی تو اس وقت ہماری رائے یہی تھی کہ رشیا غلط آیا ہے افغانستان میں، اس نے غلط قبضہ کیا ہے اور اس کو واپس جانا چاہیئے جناب سپیکر، تو یہ ہماری پوری قوم کی ایک سوچ تھی اور میں بتاتا چلوں ٹھیک ہے، میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ وہ امریکہ اور رشیا کی جنگ تھی، امریکہ اور رشیا کے مفادات کی جنگ تھی، بے شک ہو گی لیکن عملاً جو کام ہوا تھا وہ افغانستان کے اوپر قبضہ تھا اور وہ قبضہ ناجائز تھا اور ہم سیاسی طور پر، اخلاقی طور پر اس کا ساتھ دے رہے تھے کہ رشیا کو افغانستان میں نہیں ہونا چاہیئے اور اس وقت چونکہ ہماری قوم کی پالیسی یوں سمجھ لو کہ فوج کی پالیسی اور امریکہ کی پالیسی، وہ

ایک ہی لائن پر تھی جناب سپیکر، اور اس ایک لائن کا مقصد یہ ہے کہ تمام قوم کی سوچ یہ تھی کہ افغانستان کو آزاد ہونا چاہیئے، ان کی قوم کو ملک واپس ملنا چاہیئے، اس ملک میں۔۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

قائد حزب اختلاف: توجناب سپیکر! افغانستان کی خود مختاری، افغانستان کی آزادی، افغان قوم کو اپنی مرضی سے وہاں پہ حکومت کرنا، افغان قوم کو اپنی مرضی سے اپنا نظام انتظام چلانا، یہ دراصل ہماری پاکستانی قوم کی سوچ تھی کہ ان کو ملنا چاہیئے، ہمارا ہمسایہ ملک تھا، ہماری جو ہمدردی اس حوالے سے ہے وہ ایک نیچرل ہمدردی تھی، ہماری اقوام کی جو آپس میں Relationship، اس چوبیس سوفٹ پٹی پر افغان قوم ادھر بھی ہے ادھر بھی ہے، پاکستان میں بھی ہے اور افغانستان میں بھی ہے اور ان کی آپس میں جو رشتہ داریاں ہیں، ان کا جو آنا جانا ہے وہ تو اپنی جگہ پر ہے لیکن اس پورے ایریا میں جو ان کا ایک تعلق ہے وہ نیچرل ہے جناب سپیکر، اس کو کوئی نہیں توڑ سکتا، چاہے کچھ بھی پالیسیاں بنیں اس کو توڑا نہیں جا سکتا جناب سپیکر، تو ہمارا مقصد بنیادی طور پر وہاں پہ ایک سٹیبل حکومت تھی، افغان قوم کی حکومت تھی، اس وقت بھی مقصد یہ تھا، بے شک اس کے پیچھے مفادات کی سیاست ہو، مفادات کی جنگ ہو، مسائل کچھ بھی ہوں لیکن عملاً طور پر جو کچھ ہوا تھا ہم نے اس وقت جو رائے تھی یا اپنے ملک کے حوالے سے اور جناب سپیکر، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی اور اس وقت، چونکہ سارے جتنے بھی ہمارے ادارے تھے، قوم تھی، ملک تھا، حکومت تھی اور امریکہ تھا یا جو کچھ بھی تھا وہ ساری ایک لائن پہ تھی اور اس وجہ سے اس وقت کے چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کو امیر المومنین کا وہ ملا، بنیادی بات یہ تھی کہ اس وقت قوم کا جب Clash تھا وہ اس کے ساتھ نہیں تھا اور اس کو اس کا فائدہ ملا اور وہ امیر المومنین بھی کہلایا، جناب سپیکر! اس وقت جب افغانستان میں جو لڑائی رشیا کے حوالے سے ہوتی رہی تو ہم نے ان کو مجاہد کہا، ہم نے اس حوالے سے ان کو مجاہد کہا، سپورٹ کیا، یہ سب کچھ ہوتا رہا جناب سپیکر، میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ وہ غلط تھا، کون اس کو غلط کہتا ہے، کون اس کو صحیح کہتا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک پالیسی اس وقت بنی تھی اور وہ چلتی رہی جناب سپیکر، جناب سپیکر! افغان مہاجرین کا اس وقت کا آنا ظاہری بات ہے کہ وہ بھی اپنا ایک حق سمجھتے تھے کہ وہاں پر ہماری قوم کے لوگ رہتے ہیں، ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ وہاں پہ رہتے ہیں اور ہمارے یہ لوگ

یہاں سے مائیگریٹ ہو کر وہاں پہ گئے ہیں، تو ہمارے پشتو کا ایک کلچر ہے اور لوگ آتے ہیں، چاہے ملک کے حوالے سے آپ اس کو سوچیں، مہاجرین کے حوالے سے یا پشتو کے حوالے سے کہ "زه د همسايه يم" اور وہ آتے ہیں اور آپ کی پناہ میں آتے ہیں اور یہاں پر رہتے ہیں وہ، آپ اس کو کوئی بھی نام دیں، ہماری اپنی ایک کلچر کے حوالے سے کہیں، آپ اپنے ملک کے فیصلے کے حوالے سے کہیں، کہ اس کو ہم نے جگہ دینی ہے اور اس کو ہم نے سپورٹ کرنا ہے، تو اس وقت تو ہم نے مہاجرین کو سر پہ بٹھایا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اور ان کی ہم نے بھرپور انداز میں مہمان نوازی کرنی ہے، یہاں جگہ آپ نے دی، آپ نے ان کیلئے ایریاز بنائے، ان کیلئے آپ نے وہ سب کچھ کیا جو آپ کر سکتے ہیں، آپ کے ملک نے کیا اس وقت تو جناب سپیکر، بہت پرانی بات ہے کہ جب یہ افغان مہاجرین یہاں پہ آئے تھے، جناب سپیکر! اس کے بعد جب رشیا کا تسلط افغانستان سے ختم ہوا تو اس وقت کے بعد طالبان کی حکومت آئی، ذرا یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ ہم تھوڑا سا Mixup کرتے ہیں، Mixup اس طرح کرتے ہیں کہ پاکستان میں تحریک طالبان اور افغان، افغانستان میں اس کو طالبان کہنا، ایک ٹائم پہ ہم اس کو مجاہد کہتے تھے، آج ہم اس کو طالبان کہتے ہیں، پھر طالبان کی حکومت رہی، طالبان کی حکومت کا کتنا ٹائم گزرا اور پاکستان میں طالبان، تحریک طالبان کے پاکستان کے حوالے سے ہماری جماعتوں کا، ہماری پارٹیوں کا کیا مؤقف ہے؟ وہ اپنی جگہ پر ہے لیکن ان دونوں چیزوں کو تھوڑا سا مکس اپ کیا جاتا ہے جناب سپیکر، ہمارا مقصد وہاں پہ پھر وہی بات تھی کہ وہاں کے ہی لوگوں کو اختیار ہے، چاہے وہ طالبان کی حکومت رکھیں، چاہے کوئی اور طریقہ کار سے حکومت بنائیں، جمہوری انداز ان کا جو بھی ہو، لویہ جرگہ سے بنائیں، چاہے ووٹنگ سے بنائیں، وہ ان کا اختیار تھا اور ہم چاہتے تھے کہ وہ اختیار ان کو ملے، جناب سپیکر! اس کے بعد امریکہ آیا اور افغانستان پہ تسلط قائم کیا، جناب سپیکر! یہاں سے ایک مسئلہ پیدا ہوا اور بہت بڑا مسئلہ پیدا ہوا، اور وہ مسئلہ یہ تھا جناب سپیکر، کہ یہاں اس وقت قوم کی جو سوچ تھی وہ وہی تھی کہ افغانستان پہ باہر سے کوئی آ کر تسلط کیوں کر رہا ہے؟ اور اس تسلط کو ہم اخلاقی طور پر اور سیاسی طور پر نہیں مانتے ہیں جناب سپیکر، یہ ہماری قوم کی سوچ تھی لیکن اس وقت بھی چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر موجود تھا اور جناب سپیکر! اس نے اپنی افغان پالیسی کے حوالے سے یوٹرن لیا تو جناب سپیکر، تمام جماعتیں اس وقت اس کے سامنے بیٹھی تھیں، جب وہ یوٹرن کی پالیسی کی بات کر رہے تھے، ہم نے اس وقت بھی اس چیز

کی مخالفت کی تھی کہ اگر آپ باہر کے دباؤپر، آپ امریکہ کے دباؤپر، آپ مغربی دنیا کے دباؤپر اپنی اس پالیسی کو چیلنج کریں گے تو پھر یادرکھنا اس پالیسی کی وجہ سے آپ کے پاکستان میں جو مسائل پیدا ہوں گے تو اس کو بھی آپ نے Face کرنا ہے، ہم نے Face نہیں کرنا، آپ ہی اس کو Face کریں گے، جب آپ اس پالیسی کو Implement کریں گے جناب سپیکر، اور کیا ہوا جناب سپیکر؟ چونکہ اس وقت قوم اور فوج اور امریکہ اور سب کی لائن پالیسی کے حوالے سے ایک رائے تھی تو اس میں تو وہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر امیر المومنین بنا، لیکن یہاں پہ چونکہ Clash آیا، قوم کی سوچ یہ نہیں تھی جناب سپیکر، تو پھر جب Clash آیا تو وہ امیر المومنین نہیں بن سکا، اس کو وہ عزت قوم کی طرف سے نہیں مل سکی جناب سپیکر، اور پھر اس کے خلاف جو قوم کے حوالے سے تحریک اٹھی اس وقت، پورے ملک میں جلوس تھے، جلسے تھے، یہ ایک سیاسی اور اخلاقی طور پر وہی معاونت تھی، افغانستان کی قوم اور عوام کے ساتھ اور اس کے ملک کے ساتھ کہ مقصد پھر یہی تھا کہ کسی غیر ملک کے تسلط کو ہم قبول نہیں کریں گے، ہم سیاسی طور پر، اخلاقی طور پر ان کا ساتھ دیں گے، ہمارا مقصد اس وقت بھی یہی تھا کہ افغان قوم کو آزاد اور خود مختار ہونا چاہیئے، وہاں پہ ان کو وہ جمہوری حق ملنا چاہیئے، رائے کا حق ملنا چاہیئے کہ وہ کس طرح حکومت وہاں پہ کرنا چاہتے ہیں، کس طرح کے نظام سے وہ اپنے ملک کو چلانا چاہتے ہیں جناب سپیکر، تو ہمارا مقصد اس وقت بھی یہی تھا اور ہم نے کہا تھا اور ایک بات میں بتادوں جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ کرپشن کے حوالے سے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ پورے ملک میں کرپشن کے حوالے سے باتیں ہوتی ہیں، کرپشن کے خلاف ہونا چاہیئے، کرپشن نہیں ہونی چاہیئے، لیکن ایک بات میں بتادوں کہ ملک تباہ ہو جاتے ہیں، بن جاتے ہیں، کرپشن بھی پوری دنیا کا مسئلہ ہے، ممالک کے نمبرز ہیں، کوئی کس نمبر پہ ہے، کوئی کس نمبر پہ ہے، ملکی لیول پر کرپشن نہیں ہونی چاہیئے، اس کا تدارک ہونا چاہیئے لیکن میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ کرپشن کی جو بات ہے وہ انفرادی بات ہے کوئی بھی کرے گا تو اپنی سوچ اور قانون اس کے حوالے سے موجود ہے، اس قانون کے تحت اس کا احتساب ہونا چاہیئے، یہ اپنی جگہ پہ ایک بات ہے لیکن جو پالیسیوں کی کرپشن جناب سپیکر ہوتی ہے وہ صدیوں تک نہیں ختم ہو سکتی، جناب سپیکر! جب آپ پالیسیوں کے حوالے سے کرپشن، میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ پالیسی اس طرح بنانا کہ کسی کے دباؤ میں آکے بنانا یا مطلب ہے کہ نیک نیتی سے بنانا یا وہ پالیسیاں جو آپ کو سمجھ میں

آتی ہیں کہ یہ پالیسی ہم غلط بنانے جارہے ہیں اور پھر بھی اس کے باوجود وہ پالیسی ہم بنائیں تو کرپشن پالیسیوں کے حوالے سے، کرپشن کے زمرے میں آتا ہے لیکن یہ کرپشن جو ہے یہ پھر صدیوں تک آپ کو اپنی قوموں اور ان ملکوں کو بھگتنا پڑتی ہے، جناب سپیکر! تو ہم نے اس وقت بھی یہی بات کی تھی اور آج بھی ہم یہی بات کر رہے ہیں اور جناب سپیکر! اس وقت تک کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو رہا تھا جب آپ افغان قوم اور افغان قوم کے ساتھ سیاسی اور اخلاقی طور پر جڑے ہوئے تھے، تو کوئی پرابلم نہیں تھی جناب سپیکر، کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو رہا تھا لیکن اب جب امریکہ کا تسلط کمزور ہونے کی طرف جا رہا ہے یا آپ یوں سمجھ لیں کہ انہوں نے اپنی پالیسی بنائی اور فوج کو واپس کیا اور کتنی فوج وہاں پہ ہے اور افغان قوم کے لوگوں کو کتنے ووٹوں کے حوالے سے یا ایک جمہوری حوالے سے آپ سمجھ لیں کہ اس کو حکومت ملتی گئی اور تھوڑا تھوڑا جوں جوں حکومت افغان لوگوں کی اس کا تسلط آگے چل رہا ہے تو مسائل پیدا ہو رہے ہیں جناب سپیکر، کیونکہ اس وقت ہم غیر کا تسلط نہیں مان رہے تھے اور آج جب ان کے اپنے لوگوں کا تسلط آ رہا ہے اور اب جب ان کی پالیسیاں کسی حد تک ان کے کنٹرول میں آ رہی ہیں تو ہمارا جھگڑا جناب سپیکر پیدا ہو رہا ہے اور جھگڑا کس بنیاد پہ پیدا ہو رہا ہے آپ یہ دیکھیں، میں یہ ایک بات واضح کر دوں کہ جو ہماری پٹی افغانستان کے ساتھ ملتی ہے اور اتنی بڑی لمبی پٹی جو ہماری ہے جو ہمارا ہمسایہ گیری کا تعلق ہے جناب سپیکر، جو ہماری آپس میں Relationship ہے، قوموں کی جو Relationship ہے، جو ہماری رشتہ داریاں ہیں اس کو کوئی ختم نہیں کر سکتا اور میں نہیں مانتا کہ In the long run کوئی دوسرا ملک اتنا آگے تعلقات میں چلا جائے گا افغانستان میں کہ وہ پاکستان کے ساتھ اتنی بڑی دشمنی جناب سپیکر، آئے گی، میں سمجھتا ہوں کہ In the long run ان کو بھی یہ Feel کرنا ہو گا اور Realize کرنا ہو گا، ہمیں بھی Realize کرنا ہو گا کہ ہمیں اگر ہمارا تعلق ٹھیک نہ ہوا جناب سپیکر، تو ہمارا ملک جو ہے وہ نہیں چل سکتا اس طرح کی ان پالیسیوں کے حوالے سے، کہ ہماری Tension ہو اور ہم ایک دوسرے کے خلاف ہوں، کہیں پہ ہماری سرحدات کے حوالے سے جھگڑے ہوں، کہیں پہ ایک دوسرے کے بارڈر کو کراس کر کے اس حوالے سے ہمارے جھگڑے ہوں جناب سپیکر، تو اس کو ہمیں سمجھنا ہو گا اور اس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں، آج انڈیا جو ہے آپ کے افغانستان کے لوگوں کو چونکہ یہاں پہ Tension پیدا ہوئی ہے تو آپ کے ہاسپٹلز میں مریض آنا، ان کا آنا وہ بہت کم

ہو گیا ہے اور اس وقت انڈیا ان کو ریلیف دے رہا ہے، کہ بیس ہزار روپے جناب سپیکر، انہوں نے ٹکٹ کر دی ان کی کہ آپ آئیں اور ہندوستان میں بیس ہزار روپے پہ آئیں اور جہاں پہ یہ ساٹھ ستر ہزار روپے کا ٹکٹ تھا، اس کو بیس ہزار روپے پہ کیا، مجھے Exact وہ معلوم نہیں ہے لیکن وہاں پہ جو صحت کے حوالے سے سہولیات ہیں جناب سپیکر، وہ ان کو بالکل فری دے رہے ہیں، وہاں پہ جو میڈیسن ہیں جناب سپیکر، وہ فری دے رہے ہیں، اب آپ یہ دیکھیں، آپ اس پالیسی کو کہاں لے کے جائیں گے، یہ اس سوچ کو کہاں جناب سپیکر لے جائیں گے؟ کہ جو بارڈر اتنا بڑا ملتا ہے اور جو کچھ آپ اس کو Facilitate کر سکتے ہیں، جس انداز میں وہ Facilitate انڈیا نہیں کر سکتا کہ اتنا دور جا کے علاج معالجے کی سہولت ان کو ملے، لیکن وہ مجبور ہیں کہ وہ جا رہے ہیں اور ان کو وہاں پہ فری ساری Treatment مل رہی ہے، فری میڈیسن ان کو مل رہی ہے تو اس کا مقصد کیا ہو گا جناب سپیکر؟ مقصد یہ ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: صرف، ڈاکٹر مہر تاج روغانی ایک دو منٹ بات کر لیں گی، اس کے بعد سلطان صاحب! زیادہ نہیں، ایک ایک پارٹی کا نمائندہ، کیونکہ ابھی نماز کا بھی ٹائم ہے، میڈم! اس کے بعد ایک دو منٹ میں، یہ ختم کرتے ہیں۔

محترمہ مہر تاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): سوری۔

جناب سپیکر: میڈم! ایک دو منٹ میں، آپ کو پھر مائیک دیتا ہوں اس کے بعد، مولانا صاحب! ٹائم میں تھوڑا۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: میں یہ ساری باتیں جناب سپیکر، اگر آج آپ نے اس پورے ایوان کو اس بحث کے حوالے سے وہ دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حقائق تھوڑے سے سامنے آنے چاہئیں، میں وہ ساری چیزوں پہ تو بات کر بھی نہیں سکتا ہوں لیکن تھوڑا بہت جس پہ جو ضروری ہے کہ میں اس پہ بات کروں تو وہ میں کرنا چاہتا ہوں، جناب سپیکر! تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہمیں اس حوالے سے ضرور سوچنا چاہیئے، اب دیکھیں! آج ہمارا ٹرائیبل پورا جل رہا ہے، آپ کا جو ٹرائیبل تھا، اس کی بھی میں وضاحت کر دوں تھوڑی بہت، کہ ٹرائیبل بنیادی طور پر کس پالیسی کی بنیاد پہ بنا تھا اور بنیادی وجہ وہ یہ تھی کہ یہ Sponge کے طور پر کام کرے گا، افغانستان اور پاکستان کی طرف سے اور ہم پورے افغان بارڈر کے ساتھ بالکل فری تھے، ہمیں

کوئی مسئلہ نہیں تھا، کوئی پرابلم نہیں تھی اور فوج مشرقی بارڈر پہ ہوا کرتی تھی، آج ہمیں وہ مشکل سامنے ہے کہ ہماری فوج مغربی بارڈر پہ بھی ہے اور مشرقی بارڈر پہ بھی ہے، مشکل سے ہم ان حالات سے گزر رہے ہیں اور آج آپ کا پوراٹرائیبل، آپ دیکھیں، انہی پالیسیوں اور وجوہات کی وجہ سے آج جو کچھ ہو رہا ہے مجبوراً اور آج ہم پورا ملک پوری سیاسی پارٹیاں ایک پیج پر ہیں، دہشت گردی کا نام دیں، جو بھی نام، Militancy کا نام دیں، جو نام آپ دیں، پوری قوم اس مسئلے پہ اکٹھی ہے لیکن وجوہات وہی ہیں کہ ہم نے اس وقت بھی یہ بات کہی تھی کہ Face کرنا ہوگا، لیکن آج جب پھر پورے ملک کا مسئلہ بنا تو تمام پارٹیوں نے مل کر ایک پیج کے اوپر اس کے حوالے سے فیصلے کئے جناب سپیکر، تو پھر حق تو یہ بھی بنتا ہے کہ جب اس طرح کا کوئی مسئلہ پیدا ہو، جیسے کوئٹہ میں ہوا، میرے خیال میں کوئی ایک سو بیس کے لگ بھگ وہاں پہ وکیل بیٹھتے تھے، اس میں پینسٹھ وکیلوں کو مارا جا چکا ہے، اب آپ مجھے بتائیں کہ کوئٹہ بلوچستان کا وہ حصہ، بلوچستان، پسماندگی کے حوالے سے آپ دیکھیں کہ وہاں پہ اتنے وکلاء پیدا کئے گئے تھے اور آج پینسٹھ وکلاء اس میں شہید ہو گئے اور لقمہ اجل بنے، انہی حالات اور اسی دہشت گردی اور اسی حوالے سے لقمہ اجل بنے جناب سپیکر، تو کم از کم سوال تو اٹھتا ہے کہ جو اختیارات ہم نے اسمبلی سے چاہے، وہ ہم نے دل پہ پتھر رکھ کے چاہے، ہم نے زہر کا گھونٹ پی کے وہ سارے قوانین اس وقت اسمبلی میں پاس کئے، اختیارات دیئے تو سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے نا، کہ چاہے وہ را کرے، جو بھی کرے اس کا توڑ اور روکنا یہ تو ہمارے اداروں کا کام ہے، یہ سوال تو اٹھتا ہے نا، کہ اس طرح کے واقعات کیوں ہوتے ہیں؟ اتنے بڑے آپریشنز اور اتنے بڑے مسائل سے ہمارا سامنا ہے اور پھر بھی ہم ان مسائل سے دوچار ہوں تو وہ روک تھام جو ہے وہ ہمارے ان اداروں اور ایجنسیز کا کام ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

قائد حزب اختلاف: اور میں ایک آخری بات کہنا چاہ رہا ہوں کہ ترکی میں مہاجرین آئے شام سے، تو اردگان نے پہلے دن فیصلہ کیا کہ ان تیس لاکھ مہاجرین کو آپ نیشنلٹی دیں، پہلے دن سے جناب سپیکر، اور مقصد بنیادی اس میں یہ تھا کہ پندرہ سال، بیس سال کے بعد جب ان کا وہ ملک ٹھیک ہوگا، اس میں امن قائم ہوگا اور یہ لوگ جب واپس جائیں گے تو یہ پھر ہمارے لوگ ہوں گے، ہمارے ساتھ محبت رکھنے والے لوگ ہوں گے اور اس دن عنایت اللہ صاحب نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ ہم پتہ نہیں سو سال پہلے جب ہم نے

ترکی کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا تھا اس وقت، تو آج بھی وہ دوستی کے انداز میں دیکھتے ہیں، آج بھی آپ جاتے ہیں تو محبت کے انداز میں وہ آپ کو دیکھتے ہیں، تو یہ انہی پالیسیوں کی وجہ ہوتی ہے اور آج اردگان کا یہ فیصلہ کہ نیشنلٹی دو، کہ پندرہ بیس سال کے بعد جب یہ اپنے ملک میں جائیں گے تو یہ ترکی کے ساتھ محبت رکھ کے جائیں گے، اگر آج ہم نے مہاجر کو ذلیل کر کے نکالا، رسوا کر کے اس کی بے عزتی کی اور اس طرح کے الفاظوں سے نوازا اور اس طرح ہم نے ان کو واپس بھیجا جناب سپیکر، تو وہ ایک نفرت لے کر اس ملک میں جائیں گے، ہم نے پینتیس سال دور گزارا، وہ تکالیف، وہ سب کچھ اٹھایا ہے اور ان کی مہمان نوازی بھی کی، جگہ دی، سب کچھ کیا، اس کے باوجود اگر ہم ان کو واپس بھیجیں اور وہ نفرت لے کر جائیں تو اس سے بڑی بد قسمتی جناب سپیکر، کوئی نہیں ہو سکتی۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ جی، شکریہ جی، میڈم مہر تاج روغانی، میڈم مہر تاج روغانی۔

<u>Madam Mehr Taj Roghani (Deputy Speaker)</u>: Thank you Mr. Speaker, I will try just to take, may be three or to five minutes.

جب کبھی Refugees ہوتے ہیں، سوری، Refugees ہوتے ہیں یا آئی ڈی پیز، تو اس میں تین لوگ Suffer کرتے ہیں مسٹر سپیکر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی جی۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Mr. Speaker! Your attention please.

تین لوگ Suffer کرتے ہیں، مریض Suffer کرتے ہیں، عورتیں Suffer کرتی ہیں، بچے Suffer کرتے ہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: صاحبزادہ صاحب! اب آپ یہ کام کریں گے نا؟ تو پھر مجھ سے بھی آپ اچھی توقع نہ رکھیں، پلیز، آپ نہ کریں اس طرح، میں تو چلاؤں گا، میں کیا کروں گا اس سیشن کو، یہ طریقہ نہیں ہوگا، صاحبزادہ صاحب! میں یہ آپ کو بتاتا ہوں، آپ بالکل اپنی جگہ بیٹھ جائیں، پلیز، یہ نہ کریں، یہ نہ کریں پلیز۔

<u>صاحبزادہ ثناؤاللہ</u>: جناب کسان پورا نہ دی۔

<u>جناب سپیکر</u>: دومنٹ کیلئے وہ کرلیں، یاد رکھیں، میں بالکل اس اسمبلی میں جو آپ کا حق ہے، یہ طریقہ نہیں ہے کہ آپ جو Serious ایشو پہ اس قسم کا ماحول پیدا کریں، آپ ہی سارا دن تقریریں کریں گے، دومنٹ کیلئے گھنٹی بجادیں، دومنٹ کیلئے گھنٹی بجائیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تو اسلئے میں نے کہا کہ جس طرح لطف الرحمان صاحب نے کہا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا Wait کرلیں، دو منٹ کیلئے میں Break کرلوں گا، Do not worry میں پھر اس کو لے کر آؤں گا۔

(اس مرحلہ پر کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: نماز کیلئے دس منٹ کی بریک کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr.Speaker: Kindly in two minutes.

جناب اعزاز الملک: اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الْشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰـہِ الرَّحْمٰـنِ الرِّحِیمِ۔الحمد للہ رب العلمین ۔والصلوۃ والسلام علی قائد الانبیاء والمجاھدین حبیبنا و حبیب رب العلمین۔ محترم جناب سپیکر! ستاسو ډیره شکریه، چې نن په ډیره لویه او اهمه موضوع باندې تاسو ما ته د دې ګفتګو موقع راکړه، زما نه مخکښې د دې ایوان فاضل ارکانو د افغان مهاجرینو په مسئله باندې ګفتګو اوکړو او زه بیا دا خبرې دوهراووم کومې چې مې تیر سیشن کښې کړې وې، چې مونږ د داسې ملک پاکستان سره تعلق ساتو چې هر ملک خارجه او داخله پالیسی، زمونږ د بدقسمتئ نه د وسائلو نه مالا مال ملک، په بهترینه خطه باندې موجود ملک، د ټولې دنیا سره زمینی او هوائی لارو باندې آراسته ملک، بیا هم خپله داخله او خارجه پالیسی هغه شان نه لری، کومه چې د ملکونو د پاره پکار وی، اوؤه شپیته کالا زمونږ د دې پاکستان اوشو او په دې اؤوه شپیته کالا کښې نه مونږ خپل اصلی دشمن اوپیژندو او نه مونږ خپل اصلی دوست اوپیژندو (تالیاں) اوؤه سمندره لرې زمونږ دشمن دے، مونږ د دوستئ لاس ورکوؤ خو په دې اوؤه شپیته کالا کښې یو ځل هغې مونږ له د دوستئ لاس رانکړو، اؤ همیشه د پاره مونږ له یئ خواږه زهر ملاؤ کړی او پاکستان سره د دوستئ په ځائې باندې دشمنی کړې ده اؤ د چا سره مو چې دویشت سوه کلومیټره بارډر، افغانستان سره لګیدلې دے، په دې باندې پوهه نشو چې دې ګاونډی ملک سره زمونږ

دوستی روانه ده او که دشمنی روانه ده؟ د کوم ګاونډی تعین چې د دې خبرې نه وی چې هغه دوست دے اؤ که هغه دشمن دے، لامحاله بیا مونږ د خپل وطن څوکیداری کوؤ، لامحاله به بیا مونږ د خپل کور څوکئ کوؤ. بابک صاحب زما نه مخکښې خبره اوکړه، سپیکر صاحب چې هغه موجود وے اؤ ما دا خبره کړې وے ډیره به ښه وے خو د تاریخ د دې خبرې تصحیح ضرور کول غواړم چې افغانستان ته روس راتلو هغه وخت کښې امریکه موجود نه وه، ډیره لرې موجود وه، په افغانستان کښې د روس هیڅ دلچسپی نه وه په هغه ګټو او دشتو کښې، د افغانستان په لار باندې پاکستان ته راتلو او د دې ګیټ وے په ذریعه ئې تورو اوبو ته ځان رسوؤ، نهتې افغانیانو په تش لاسونو باندې د هغه جارح روس مقابله اوکړه او هغه ئې هلته منع کړو، افغانیانو زمونږ د دې پاکستان د دفاع جنګ کړے دے، زمونږ ایټمی طاقت ته د دواړو طرفونو نه خطره ده، د هغې په بنیاد باندې هغه یو لوئی ریچھ ئې رانه منعې کړے دے، نو مونږ هغه مظلوم اولس ته ویلکم وئیلی وو، مونږ ورله دلته خپلو کورونو کښې پناه ورکړې وه، اووه دیرش کالا په دې پاکستان او په دې صوبه کښې زمونږ سره تیر کړل او ډیره ښه زندګی ئې زمونږ سره تیره کړې ده، د دې هرګز دا مطلب نه دے چې نن افغانستان نه نیټو فوجونه ډیر په ذلالت باندې تلونکښې دی، امریکې له چا ټهیکه ورکړې وه چې اووه سمندره لرې نه نیټو فوجونو افغانستان ته راځی اؤ زمونږ هغه جهاد یئ په فساد کښې بدل کړو، هغه افغانیانو د روس په مقابله کښې جهاد کړې وو، اؤ زه دا وایم چې د یو ملحد په مقابله کښې یو مظلوم اولس جنګ کوی نو چې بابک صاحب به جهاد څه ته وائی؟ دا په هندوستان د اته لکهه فوجونو په مقابله کښې چې بې سرو سامان مجاهدین اؤ هغه د کشمیر مسلمانان جنګ اؤ جهاد کوی دفاعی چې زما دا ورور به جهاد او فساد څه ته وائی؟ د دې وجې نه، دا نازکې مسئلې دی، په دیکښې چې چا ته علم نه وی نه د وائی جهاد، دې وخت کښې د افغان د مهاجرینو مسئله روانه ده، زه ډیر په افسوس باندې وایمه زمونږ دا سرحدات چا متعین کړی دی؟

ے نه افغان یم او نه ترک و نه تاتاریم
چمن زاد یم و از یک شاخسار یم

ے تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
که ما پروردهٔ یک نو بهار یم

لا شرقیه و لا غربیه، د مشرق او د شمال، د جنوب او د دې ټولو خطې مسلمانان چې په یوه کلمه یئ زمونږ سره اشتراک دے، هغه زمونږ ورونړه دی، افغانستان والا خو ورونړه هم دی، ګاونډیان هم دی، د میلمه سره څوک داسې سلوک نه کوی، کوم چې ورسره روان دے، میلمه د ډالو سره رخصتوی، د عزت و د احترام سره یئ رخصتوی او په دې پاکستان کښې چې کوم هغوی ژوند تیر کړیدے، دا ټولې غلطیانې په افغانیانو راړول، دا دانشمندی نه ده، پخپل دشمن کښې اضافه کول، دا دانشمندی نه ده، خلق خپل دوستان سیوا کوی دشمنان کموی نو بیا مونږ ګیله کوؤ، چې په ګاونډ کښې مې دشمن سیوا کوو اؤ بیا مونږ وایو پاکستان کښې دهشتګردی ده، بلوچستان کښې دهشتګردی ده، زمونږ کے پی کے کښې دهشتګردی ده، اؤ د دې صوبې حکومت له خو نور هم احتیاط پکار دے، افسوس، افسوس مسلمان یئ د مسلمان په لاس باندې استعمار او دباوؤ اؤ پښتون ئے د پښتون په لاس ذلیل و رسوا کوؤ، د دې وجې نه سوچ پکار دے، دا ډیر د دانشمندئ او د ډیره سوچ خبره ده چې مونږ خپل دشمن سیوا کوؤ نه، خپل دوستانو کښې اضافه اوکړو، خپل مجرم مونږ دشمن او نه ګرځوؤ، خپل دوست او ګاونډی دشمن او نه ګرځوؤ بلکه هغه سره د خیر سګالئ، زه خو دا وایم چې ایران او پاکستان اؤ زمونږ اؤ افغانستان دا درې ملکونه بشمول چین چې کوم په دې ګاونډ کښې موجود دی، دوئ د یو بل سره دوستانه تعلق پوهیږی، اووشپیته کاله کښې هم مونږ دا تمیز او نه کړې شو، چې زمونږ دوست څوک دے او دشمن څوک دے؟ د دې وجې نه دا ډیره د افسوس خبره ده، زه خپلې خبرې مختصر کومه اؤ دا مې درخواست دے صوبائی حکومت ته چې خصوصاً دا بوجه زمونږ په دې صوبه باندې راغلې دے اؤ مونږ به افغانیانو ته عزت و احترام ورکوؤ او د دې 'سائیډ افیکټ' هم د ټولو نه زیات زمونږ په دې صوبه باندې به مرتب کیږی، مثبت منفی اثرات به یئ په مونږ باندې پریوځی، د دې پښتنو د بیلټ خلاف غیر ملکی عالمی سازش دے، د هغه سازشونو نه به مونږ له خبرداری پکار وی، جناب سپیکر صاحب! زه په آخر کښې، د حدودو

قواعدو ما پابند ډیر مه ګنړئی، سیدها ساده سړی یمه، نوې راغلې یمه په دې صوبه کښې دې موجوده حکومت ډیر اصلاحات روان کړیدی، مونږ له د هغې خیر مقدم پکار دے، اپوزیشن له هم چې کوم ښه کارونه دی، د هغې خیر مقدم پکار دے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنه فرمائی، اللہ د په هغه چا رحم اوکړی چې ما ته خپلې کمزورئ راښائی نو که د حکومت د بینچونو نه څوک او د اپوزیشن بینچونو نه څوک په موجوده حکومت په بعضو خبرو تنقید کوی، هغوی ته هم ویلکم پکار دے، هغوی له هم قام مینډیټ ورکړیدے، مونږ او تاسو له هم سپیکر صاحب دې ایوان له قام مینډیټ ورکړیدے، د دې وجې نه پوره صوبائی ذمه داری ده زمونږ او ستاسو په سرونو باندې راپریوتې ده، زه د هغه خبرو خو خیرمقدم کومه او زما سره پوره تفصیل دے چې په درې کاله کښې دې صوبائی حکومت کوم ښه کارونه کړی دی، خو زه د دې خبرې اتفاق نه لرم اؤ دا زما ذاتی رائے، زما ذاتی سوچ کیدې شې، دا شے چې زمونږ حکمرانان او مشران دلته وایو چې مونږ ادارې د سیاسی مداخلت نه آزادې اوساتلې نو دا خبره ضرور کوم اؤ دا زما د ضمیر آواز دے چې که سیاست ظلم وی-----

جناب سپیکر: سوری، هغه بیل Topic دے اؤ ان شاء اللہ بل وخت به خبره کوؤ، I am sorry for interruption.

جناب اعزازالملک: مهربانی، که سیاست جرم وی نو د دې مطلب دا دے چې بیا مونږ ټول مجرمان ناست یو

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر مہرتاج روغانی، (مداخلت) دومنٹ، Suggestion دیتی ہے، ڈاکٹر مہرتاج روغانی۔

جناب اعزازالملک: زه به آخری خبره ضرور کوم چې په دې ادارو کښې-----

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: موقع دیں گے، سب کو موقع دیں گے۔

جناب اعزاز الملک: چې کوم خلق ناست دی د دې پولیس نه، پولیس اسټیټ د دې صوبې نه نشی جوړولې۔

جناب سپیکر: ډاکٹر مہرتاج روغانی۔

محترمہ مہرتاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): تهینک یو، مسټر سپیکر! ډیره مهربانی مسټر سپیکر، زما صرف دوه پوائنټس دی، یو دا دے چې په Refugees کښې، آئی ډی پیز کښې دوه خلق ډیر دغه کیری یو وومن اینډ چلډرن او یو مریضان، وومن اینډ چلډرن که آئی ډی پیز دی یا که Refugees دی، دیکښې اوس ما داسې داسې ښځې اولیدلې چې دا Pregnant دی، د هغوی Due dates دی نو هغه یو Blanket treatment نه دی ورکول پکار چې لکه ټول په یو ځائې مونږ واخلو، هغه مونږ لږ سکریننګ اوکړو I am sure شاه فرمان صاحب به وائنډ اپ کوی اینډ هغوی به پکښې دا دغه تجویز چې ما ورکړو، سکریننګ د پاره د اووائی نمبر ون، نمبر ټو، داسې مریض دې، زما خپل ماسټر دے، Example په دې درکوم چې لږ پوهه شئ، یو Kidney یئ خرابه ده، یوه ده، ما شفاء ته هغه بل ورځ اولیږه، هغې ډاکټر راته وې چې لکه Stunt په زړه کښې لګی، داسې ده چې د دې به Stunt لګی، د هغې تاریخ اوس برابر دے، هغه وائی چې زه څه اوکړم؟ نو زه وایمه چې داسې مریضان او داسې دغه لږ په سکریننګ مونږ واخلو او هغه مونږ بیل کړو نمبر ون، نمبر ټو، هغه ما ته وائی لکه لطف الرحمان صاحب خبره اوکړه، هغوی اووې چې ما ته انډیا والا وائی چې ټکټ ته د ضرورت نشة، هاف ټکټ واخله اؤ ویزه درته ضرورت نشة، د ډاکټر Prescription راوړه، اوس یو ګاونډی ملک چې دې مریضانو ته وائی چې Just bring the prescription of the doctor that's all, and half ticket, نو where do we stand? نو دغه خبره چې دې ډیره زیاته د سوچ اؤ د دغه ده چې We should think about that، هغه بل ورځ په آر ایم آئی کښې د یو افغانی نیورو سرجری آپریشن اوشو، ډیر Complex ډیر Complicated چې هغه کورته تللو نو هغه نیورو سرجن ورته اووئیل چې څه ډیر د په مخه ښه او ان شاء اللّٰه چې آئنده به you come back, then you will come with a passport هغه اووې ما د خدائے پاکستان ته رانولی، Its really د خفګان خبرې دی، دیرش

کاله مو اوساتل اؤ اوس مونږ له دا جوابونه ملاوېږی نو This is very bad نو عمران خان، شاه فرمان صاحب ناست دے، هغوی وئیلی وو چې بالکل Afghan Refugees د ځی، دوئ به ځی خو لږ په محبت به ئے لیږئ، په مخه ښه به ئې لیږئ، لکه دوئ ډالئ اووې، Something like this ان پښتو، نو هغې سره به ئے لیږئ، عمران خان هیچرې دا نه دی وئیلی چې ویشړئ، چې کوم تاثر دے ،اؤ ما ته دغه مریضان وائی چې دا مونږ عمران خان شړی اؤ دا مونږ پرویز خټک شړی نو پلیز شاه فرمان صاحب! تاسو به دا کلیئر کړئ چې هغوی دوانړه دوئ نه شړی، د دوئ دا خبره ده، تهینک یو جی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، سلطان، بیرسٹر سلطان، اگر شارٹ کر لیں کیونکہ ٹائم بھی ایسا ہے کہ سب کو ٹائم ملے، دو دو منٹ، پلیز۔

جناب سلطان محمد خان: شارټ به وی، تهینک یو مسټر سپیکر، زه ستاسو ډیره زیاته شکریه ادا کوم چې ما له مو موقع راکړه، سپیکر صاحب! زه وړمبې وضاحت دا کوم چې نن چونکه زمونږ پارلیمانی لیډر سکندر حیات خان شیرپاؤ صاحب، سینئیر منسټر هغوی نن کوئټه ته تلی دی اؤ تاسو ته پته ده، دې ایوان ته پته ده چې کوئټه کښې چې کوم واقعات شوی وو نو د هغې د غم رازئ د پاره او تعزیت د پاره هلته تلې وو، زمونږ ملی رهبر آفتاب احمد خان شیرپاؤ صاحب هم تلې دے نو ما ته نن دا ذمه داری حواله شوې وه چې زه د پارټۍ مؤقف پیش کړم نو زما به ګزارش دا وی چې که د دوؤ منټو په ځائې درې منټه شی خو ډیر شارټ به ئې زه ختموم۔

Mr. Speaker: Not more than three minutes.

جناب سلطان محمد خان: سرا دا ډیره اهم ایشو ده اؤ د ټولو نه مخکښې زه د دې خبرې وضاحت کول غواړم چې مونږ له نن هم په دې ایشو باندې اودریدل پکار دی او هم دې ته ځان مختص کول پکار دی چې د افغان مهاجرینو دا کومه مسئله ده، داسې خو دا ډیره لویه پالیسی ده او ډیر لوئې بین الاقوامی د دې پیرایا ده، په هغې باندې که بحث کیږی نو هغه به بیا ډیر زیات اوږد بحث شی، سپیکر صاحب د ټولو نه مخکښې دا وضاحت کوم چې مونږ پاکستانیان یو، زمونږ عزت چې کوم دے هغه د پاکستان دے، زمونږ چې کوم پیژندګلو ده هغه پاکستان دے، نن

که یو عزت مونږ ته As a Member د دې هاؤس ملاؤ شویدې په دې کرسو ناست یو نو دا مونږ پاکستانیان یو، که سبق له بهر ملک ته تلی یو، تعلیم له تلی یو نو هم پاکستانیان یئ راته وئیلې شوی دی او یو پاکستانیان شکر الحمد للّٰه او که اوس هم بهر ته لاړ شو نو مونږ پیژندلې کیږو په پاکستانیانو باندې، دیکښې څه شک نشته چې زمونږ د ملک حالات ډیر زیات خراب شویدی، دهشتگردی چې کوم ده، د هغې زمونږ په دې ملک خپل لاسونه دی اؤ هغه په ټول ملک کښې خواره شویدی خو سپیکر صاحب! مونږ سپورټ کوؤ خپل فوج، دا زمونږ خپل فوج دے، مونږ سپورټ کوؤ دا خپل د انټیلی جنس ایجنسیانو له، مونږ سپورټ کوؤ خپل پولیس او د لاء انفورسمنټ ایجنسیانو له، دغه کښې څه شک و شبه نشته دے، چې ضروری Steps د دې ملک د پاره اخستل وی د دې ملک د حفاظت د پاره اخستل وی هغوی به مونږ پوره پوره سپورټ کوؤ، اوس سر زه راځم د خبرې وضاحت کولو نه پسته د مهاجرینو دې خبرې ته، سپیکر صاحب! د دې یو تاریخی پس منظر دے، دا هم مونږ نه شو وئیلې چې یره دا خبره د دوه درې ورځو خبره ده، افغانیان څوک دی اؤ مونږ څوک یو؟ د پخوا نه چې کله روس لا حمله نه وه کړې او کله نه د روس جهګړه نه وه شروع شوې په افغانستان کښې نو د هغه ځائې خلق به دلته راتلل، د دې ځائې خلق دا به افغانستان ته تلل، دا هغه ځائې د خلقو کاروبارونه په پاکستان کښې وو د دې ځائې د خلقو کاروبارونه په افغانستان کښې وو،څه قامونه داسې وو یعنی دا کوچیانو کښې چې کوم قام دے، دوئ خو، دا خو خانه بدوش وو دوئ ته دا اجازت وو چې دوئ به افغانستان ته هم تلل اؤ پاکستان ته به هم راتلل، داسې خاندانونه دی چې هغوی نیم په پاکستان کښې اوشیږی او نیم په افغانستان کښې اوشیږی، زمونږ او د هغوی مذهب یو دے، زمونږ د هغوی کلچر یو دے، که دلته پښتانه دی نو هغلته هم پښتانه دی اؤ میجارټی کښې پښتانه دی، زمونږ څه ملګرو په افغان لفظ باندې خپل وضاحت ورکړو، دا هم یو تاریخی، یو حقیقت دے، د دې نه څه انکار نشته دے، سپیکر صاحب! دیرش، پینځه دیرش کاله مخکښې حالات داسې جوړ شو چې د افغانستان خلق په دې خبره باندې مجبوره شو چې هغوی خپل ملک پریښودو او د مجبورئ په حالت هغوی پاکستان ته او ایران ته لاړل،

زیات چې کوم مهاجرین دی دا ایران ته، اول پاکستان دے بیا ایران دے، سپیکر صاحب د وړومبې ورځې نه افکاری صاحب خبرې اوکړې، زما په خیال چې د مدینے منورے چې کوم هغه ټریډیشن وو چې مهاجرینو ته په کهلاؤ لاسونو باندې اوپه غاړه غټئ باندې او په ښه عزت سره، درناوی سره استقبال اوکړې شو، دا هم داسې یو روایات قائم شو مونږ ټولو خپلې حجرې مو کهلاؤ کړې، مونږ خپل لاسونه ورته کهلاؤ کړل، مونږ ورته پخیر راغلې اووې، مونږ وې دا زمونږ پښتانه مسلمانان وروڼه دی، دوئ په تکلیف کښې دی مونږ ورته وې راځئ، ځنګه مو چې هغه ملک دے، دا هم ستاسو ملک دے، مونږ هم ستاسو په شان خلق یو راځئ، ډیر په عزت سره مونږ دلته راوستل، زه وایم چې په اولنئ ورځ مونږ ورله دومره عزت ورکړو، مونږ د ایران په شان کار نه دې کړے، په ایران کښې سپیکر صاحب، هغوی په کیمپس کښې دننه د وړومبئ ورځې نه اوساتل، د کیمپس نه بهر هغوی پرینښودې شو، دا آزادی ئې ورله ورنکړې شوه، دا پاکستان ته دا کریډټ ځی چې مونږ هغوی خپل افغانیان وړونړه چې کوم زمونږ دی، هغوی له مونږ دا اجازت ورکړو چې هغوی راغلل، هغوی داسې محسوسه کړه لکه چې مونږ د یو کور نه راروان شو او بل کور کښې زمونږ Stay راغله، سپیکر صاحب! اوس په دې حالاتو کښې او په دې تاریخی پس منظر کښې ننئ مسئلو اړخ ته راځو، نن افغانیان څه وائی؟ هغوی څه ناجائزه خبره خو نه کوی، زمونږ په دې ملک کښې تیس لاکھ افغانیان دې وخت کښې په 2002کښې چې کومه سروې شوې وه تیس لاکھ، دا تقریباً سوله لاکھ چې کوم دی دا رجسټرډ دی او دا نور چې کوم دی نو دا هغه فګرز دی چې دا Unregistered دی، سپیکر صاحب! یو خو هغه افغانیان دی چې هغوی هغه پروف آف رجسټریشن کارډ ورسره شته دے، هغوی خو رجسټرډ دی، د پاکستان د افغانستان او د یونائټډ نیشن هائی کمشنر فار رفیوجیز یو این ایچ سی آر د هغې یو معاهده ده، انټرنیشل معاهده ده، د هغې مونږ پابند یو، دسمبر 2016 پورې ئې ورله ټائم ورکړې دے که د هغې معاهدې ټائم زیات شو، پکار هم ده چې لږ زیات شی نو د هغې مونږ پابند یو، په هغې کښې خو هډو څه شک شبه نه ده پکار، پکار دا ده چې کوم افغانی سره رجسټریشن کارډ موجود دے هغه ته نه څه تکلیف دلته په دې ملک

کښې پکار دے ، نه د هغه بې جا Harassment پکار دے ، هیڅ بې هیڅه د هغه تنګول پکار نه دی، سپیکر صاحب! اوس مسئله راځی د هغې افغانیانو، داسې افغانیان هم شته چې د Partition نه مخکښې راغلی دی او دلته آباد شوی دی، داسې افغانیان هم شته چې 1970 کښې راغلی دی او په دې پاکستان کښې آباد شوی دی، اوس نن خپل فیملیز د هغوی دلته دی، هغوی نن تاسو په څه طریقه باندې اوباسئ د دې ملک نه، بیا داسې افغانیان شته چې هغوی په دې ملک کښې پیدا شوی دی، زه به تاسو له سپیکر صاحب! یو مثال درکړم، تیر شوې کال زمونږ د امریکې دوره وه په هغې کښې ما سره یو افغانۍ په هغه Delegation کښې شامل وو، هغه ته به چې ما وې دا د افغانستان نه راغلې دے ، ما ورته د خپل ملک قصې کولې، ما ته ئې وئیل زه پیدا شوې په پیښور کښې یم، ما تعلیم په پیښور کښې حاصل کړې دے ، ما ته خو افغانستان نه زیات پاکستان خپل ملک ښکاری او هغه نن د افغانستان په حکومت کښې د وزیر په عهده باندې فائز دے ، نو داسې افغانیان هم شته چې هغه تیس پینتیس کالو نه هغوی دلته پیدا شوې دی او هم دلته رالوئې شوې دی، سپیکر صاحب! چې د کومو افغانیانو رجسټریشن نه دے شوے نو دا خو هم زمونږ د دې حکومتونو یو کمزوری پاتې شوې ده، پکار دا وه چې دا رجسټریشن شوې وو، چې تاسو ئې دیرش دیرش کاله هم داسې پریږدئ او بیا په یو ورځ کښې ټول رانیسئ، پکړ دهکړ شروع کړئ او ورته وایئ، یو سړې دلته پیدا شوې دے د ځان نه خبر هم نه دے ، هغه ته پاکستان هم خپل ملک ښکاری او نن ته ورته وائې آزاد ګرځه، په سبا ورته وائې چې اودریږه زه د راتېنګوم او تاسره رجسټریشن ولې نشته، ولې دا رجسټریشن نه وو شوې؟ د دې هم تپوس پکار دے ، سپیکر صاحب! داسې یکدم اوښکل بغیر څه د نوټس نه، دلته سپیکر صاحب! د هغوی بچی زیر تعلیم دی، سپیکر صاحب! کاروبارونه ئې شته، دلته کښې هغوی خپل کورونه جوړ کړی دی، د کورونه نه په یو ورځ کښې اوځئ، سکولونه په یو ورځ کښې پریږدی او هلته کښې خپل د تعلیم غم اوکړی، کاروبارونه چې کوم دی نو هغه دلته کښې پریږدئ او بس ځئ، سپیکر صاحب! دا څه نه د انسانیت طریقه ده او نه د بین الاقوامی، مونږ خو دا وایو چې کوم ځائې کښې، نن سبا په امریکه کښې صدارتی الیکشن شروع دے ،

هلته کېښې یو امیدوار دے نوم ئې ډونلډ ټرمپ دے ، او روزانه هغه دا خبرې کوی چې زه، کله وائی زه مسلمانانو باندې پابندی لګوم چې هغوی د امریکې ته نه راځی، کله وائی چې دلته کوم غیر قانونی پراته دی چې مزدوری کوی او هغوی محنت کوی دا زه اوباسم د امریکې نه، مونږه ټول په هغې باندې بد وایو، لږ ځان هم د دغې افغانیانو په سوچ کښې ورواچوؤ، سپیکرصاحب! دهشت ګرد په هر یو قوم کښې شته، په افغانیانو کښې به هم دهشت ګرد وی، په هر یو ملک کښې دهشت ګرد شته دے خو که چرې دهشت ګردئ کښې یو افغان اونیولې شو او د هغې هغه ټول ملبه چې کومه ده هغه مونږ په ټول افغان قوم باندې ورواچوله نو سپیکر صاحب، دا خو به بیا زیاتې وی، زه سپیکر صاحب، دلته تاسو ته په نوټس کښې دا خبره راوستل غواړم چې دیکښې فیمیلز لګیا دی، هغه بیلیږی د یو بل نه، دوئ له دې ټائم ورکړے شی، دیکښې سپیکر صاحب! داسې خلق شته دے چې هغوی زمونږ، داسې ادارې شته چې هغوی د غریبو او د مالدارو په مینځ کښې هم بیا فرق کوی لګیادی، چې یو سړې خپل ځان ساتلې شی نو هغه سره لږه نرمی کوی او چې کوم سړې په کښې غریب دے نو هغه سره بیا هغه شان نرمی نه کیږی، سپیکر صاحب! د دې مسئلې نه د راوتو صرف دا یو حل دے ، هغه کوآپریشن دے ، مونږ او افغانستان به د یو بل سره په دیکښې کوآپریشن کولو ، دا مسئله حل کول غواړی، دیکښې د افغانستان یو څو ډیوټئ دی سپیکر صاحب، زه هغه دوه درې پوائنټس کښې تاسو ته وئیل غواړم، څه ذمه وارئ په افغانستان هم راځی، دا مونږ نه وایو چې یره بس دا ټوله ذمه واری د پاکستان ده، پاکستان خپلې ډیوټئ پوره کړی دی ډیر حده پورې، افغانستان چې کومې ډیوټئ دی، هغوی وائی مونږ سره ریسورسز نشتة، که دا خلق تاسو مونږ له واپس رااولیږئ نو زمونږ په ملک کښې Already لس لکهه خلق Internally Displaced دی، مونږ سره ریسورسز نشته، ډیر ریسورسز راغلل، ډیر وسائل راغلل، د امریکه چې دلته Influence دے په هغې کښې ډیر زیات وسائل وو هم رورسیدل، پکار خو دا ده چې هغوی هم لږ فوکس اوکړی او د دې خلقو د واپس د آباد کارئ د پاره په دې باندې سوچ اوکړی، مونږ دا وایو چې په بلوچستان صوبه کښې او زمونږ د خیبر پختونخوا په صوبه کښې په دې باندې د

ټولو نه زیات اثر پریوځي، دیکښې د ټولو نه زیات افغان مهاجرین دي، که څه پالیسي وفاقي حکومت جوړوي، پکار دا ده چې بلوچستان او خیبر پختونخوا هغې کښې On board واخلي، ځان له فیصلې د په دې باندې نه کوي، سپیکر صاحب! دلته کښې 75 فیصد افغانیان Refugees چې کوم دي نو هغه هم په دې پاکستان کښې پیدا شوي دي، زه دا خبرې، پوائنټس جي ما سره ډیر وو خو زه آخرنئ ته راځم، Solutions اړخ ته چې څه Solutions دي؟ مونږه دې وخت کښې څه کولې شو؟ سپیکر صاحب! زمونږه دا رائے ده چې اول خو لکه چې څنګه ما اووئیل د بلوچستان او د خیبر پختونخوا صوبائی حکومتونه د آن بورډ واخستې شي چې کومه پالیسي هم جوړیږي، وفاق د هغوی هم کښېنئ په دیکښې ځکه چې د ټولو نه زیات مونږ متاثره یو، بیا چې په دیکښې کوم سټیک هولډرز دي، افغانستان سټیک هولډرز دے، یو این ایچ سی آر سټیک هولډر دے د پاکستان حکومت سټیک هولډر دے او د ټولو نه زیات خو بیا دا افغان مهاجرین سټیک هولډرز دي، د دوئ چې کوم مشران دي، د دوئ نه د یو نمائنده د مشرانو یو وفد، یو ډیلیګیشن، یو Representative body دا د دوئ نه واخلي دوئ د هم په دې خبرو اترو کښې کښېنی، دوئ نه د هم واوري چې آخر د دوئ څه مسئله ده؟ دوئ هم تلل غواړي؟ هر سړې خپل ملک ته واپس تلل غواړي؟ سپیکر صاحب! نور ټائم د ورکړی چې کوم رجسټریشن شوې دے هغې کښې د هم اوګوری، سیفران چې کوم د وفاقي حکومت منسټری ده، هغوی ته د 2017ء پورې د دې مخکښې Suggestion ورکړې وو چې دوئ له د ټائم ورکړې شي، اود ګوری چې 2017ء پورې ورکولې شي۔ mid 2016ء پورې ورکولې شي، نور لږ ټائم د ورکړې شي چې دوئ خپلې دا مسئلې راغونډې کړي، یو سپیشل کمیټی سپیکر صاحب! د دې هاؤس هم پکار ده، چونکه دا مسئلې به بار بار رااوچتیږي، چرته به د پولیس زیاتې وي، چرته به د بلې ادارې زیاتې وي، چرته به دیکښې نوی نوی حالات پیدا کیږي، سپیکر صاحب! زمونږه رائې دا ده چې یو سپیشل کمیټی د د دې هاؤس جوړه شي او هغه هاؤس کمیټی د د دې پوره پراسیس مانیټر کوي، په دیکښې چې کومې کومې مسئلې کوم کوم وخت سره رااوچتیږي نو د هغې د هغه وخت سره سدباب کیږي، زه آخری دا وئیل غوارم

سپیکر صاحب! چې دا افغان مهاجرین مونږ ډیر په عزت سره اوساتل، دا زمونږ مسلمانان ورونړه دی، دا زمونږ پښتانه ورونړه دی او دوئ باندې ډیرې سختئ هم تیرې شوی، بل که تاسو جی اوګورئ نو زمونږ او د حکومت مینځ کښې، د حکومتونو مینځ کښې اکثر دغه راشی، یو بل سره ورانې راشی، یو بل سره د پالیسئ اختلافات راشی خو که دا اوګورئ نو افغانیان او زمونږ پاکستانیان چې کوم دی، د دوئ یو بل سره داس زمونږ د څه دشمنی نشته، په زړه کښې زمونږ د یو بل د پاره هغه شان څه غصه یا څه داسې زمونږ د Hatred نشته دے، زه دا وایمه سپیکر صاحب! هسې هم زمونږ دا دشمنان چې کوم دی زمونږ دې تاؤ را تاؤ همسایه ملکونو کښې داسې شته، داسې ایجنسئ شته دې چې هغه زمونږ دې ملک کښې ګوتې وهی لګیا دی، زه وایم چې دا تیس لاکھ کسان دا یو فوج چې کوم پاکستان سره بیا نفرت کوی، دا ورله ولې مونږ په لاسونو کښې ورکړو؟ دا زمونږ سره د مینې کولو والا فوج دے، دا تیس لاکھ کسان چې کوم دی، دوئ ټول عمر دلته پاتې شوی دی، دوئ د دې خبرې احسان هم منی خو چې اوس په دې آخره کښې تیس کاله پینتیس کاله مونږ د دوئ خدمت اوکړو، مونږ ورته خپل کورونه کهلاؤ کړل، مونږ ورته خپلې حجرې کهلاؤ کړے، مونږ ورته خپل کاروبارونه او هر څه مو ورته کهلاؤ کړل چې راځئ تاسو دلته اوسیږئ، اوس هغه تیس پینتیس کالو چې کوم محنت مونږ کړې دے سپیکر صاحب! دا داسې حالات جوړ دی چې په دیکښې هغه تیس پینتیس کالو محنت ضائع کول نه دی پکار او طریقه جوړه شی چې په آنریبل طریقې سره دوئ خپل ملک ته واپس شی او دا خپل ملک ته لاړ شی۔

جناب سپیکر: شکریه جی، د مابنام مونځ نه مخکښې به وائنډاپ کوؤ پلیز! تهینک یو جی، آپ بیٹھ جائیں جی۔ میڈم نگہت اورکزئی اور پھر قربان خان اور شاہ فرمان صاحب بعد میں کر لینگے جی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سپیکر صاحب! ابھی تو آپ صرف مجھے ہی ٹائم دینا چاہتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ فخر اعظم نے بھی بات کرنی ہے اور ثناء اللہ صاحب نے بھی بات کرنی ہے، میں صرف دو منٹ لینا چاہوں گی،

اگر باقی پارٹیوں نے دس دس، پندرہ، پندرہ منٹ لئے ہیں تو میں صرف دو منٹوں میں وائنڈاپ کرکے اور پھر فخر اعظم کو اگر ٹائم دیدیں تو مہربانی ہوگی، تو آپ سے یہ کمٹمنٹ لینا چاہتی ہوں سر۔

جناب سپیکر: میں چاہتا ہوں کہ اس کو پھر آخر میں ٹائم دونگا تاکہ جو پارٹی مؤقف آجائے۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر! میں صرف دو منٹوں میں، میں جو اپنے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، پلیز جلدی کریں۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر! سب سے پہلے تو بات یہ ہے کہ اپوزیشن لیڈر صاحب نے بات کی اور ہاؤس میں بہت زیادہ اور لوگوں نے بھی بات کی ہے، ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ جو مہمان آئے ہیں، ان کو بڑی عزت کے ساتھ، جس احترام کے ساتھ وہ آئے ہیں ان کو ویسے ہی، ان کو ٹائم دیا جائے اور وہ جائیں لیکن بات یہ ہے جناب سپیکر صاحب! کہ بات کہاں سے بگڑی، بات تو جب بگڑی جب جمہوریت کا گلہ گھونٹ دیا گیا اور ضیاء الحق صاحب جو کہ امیر المومنین بننے کے چکر میں تھے انہوں نے یہ سارا جو بھی ڈرامہ رچایا، جو بھی ہوا، جناب سپیکر صاحب! میں آتی ہوں 14 اگست پہ کہ 14 اگست پرسوں ہے اور آج ہم جب اتنے Important issue پہ بات کر رہے ہیں جناب سپیکر صاحب، تو مجھے یہ بتایا جائے جناب سپیکر صاحب! کہ اگر ہم لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں، ہم افغان ہیں اور There is no doubt کہ ہم پاکستانی ہیں، ہم مسلمان ہیں، پاکستانی ہیں پھر اس کے بعد کسی اور قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں اسلئے الگ پہچان دی ہے تاکہ تم قبیلوں کی صورت میں تمہاری پہچان بنے، جناب سپیکر صاحب! اس وقت جو مسائل کا حل ہے وہ یہی حل ہے کہ ہم ان کو Facilitate کریں، مہمان نوازی بس جتنی ہوسکتی تھی ہوچکی، اب 37 سال کا مہمان کوئی مہمان نہیں ہوتا، وہ اس قوم پہ بھی مسلط ہو جاتا ہے، وہ اس گھر پہ بھی مسلط ہو جاتا ہے اور اب افغان مہاجرین کے اپنی گورنمنٹ کو چاہیئے، افغان گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان کو اپنے گھر میں Accommodate کرے، ہم لوگوں کا فرض یہ بنتا ہے کہ ہم ان لوگوں کو ٹائم دیں، چمکنی میں جو ایک پوائنٹ بنا ہے جو جہاں سے Throughout پاکستان کے لوگ آرہے ہیں وہاں پہ، صرف ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے رجسٹریشن کیلئے، وہاں پر بچوں کو تکلیف ہے، وہاں پر عورتوں کو تکلیف ہے رجسٹریشن کیلئے، وہاں پہ پیاس ان کو لگتی ہے پانی نہیں ہے، بیت الخلا نہیں ہے، جناب

سپیکر صاحب! یہ صوبائی گورنمنٹ کا وہ ہے کہ وہ وہاں پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بٹھائے تاکہ ان کی پراسیسنگ جو ہے کہ جو خود جانا چاہ رہے ہیں اور جو خود اپنے ملک میں جاکر بسنا چاہ رہے ہیں ان کو تو وہ Facilitate کریں، دوسری بات جناب سپیکر صاحب! آپ کے توسط سے میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ آنریبل ڈپٹی سپیکر صاحبہ نے جو بات کی کہ جب ایک افغانی کا آپریشن ہوا اور پھر اس نے کہا کہ "ما خو د خدائے مہ کړی کہ زہ بیا پاکستان تہ راشمہ" یہی حالات جو ہیں تمام افغانیوں کے ساتھ ہیں، افغان قوم نے ہمارے ساتھ کوئی وفاداری نہیں کی ہے، اگر افغان قوم ہمارے ساتھ وفاداری کرتی تو آج یہاں پر یہ بم بلاسٹ نہ ہوتے، آج افغانستان میں انیس انڈیا کے سفارت خانے کام نہ کر رہے ہوتے، آج کرزئی کی حکومت میں ہمارے پاکستان کا پرچم جو کہ لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ پہ ہمارا پاکستان بنا ہے، آج وہ پاکستان کا پرچم سرزمین کابل پہ اور افغانستان پہ نہ جلایا جاتا، جناب سپیکر صاحب! اب بہت ہو گیا، ان کو ٹائم دیا جائے، میں نے دو چار جو باتیں کرنی تھیں، وہ یہی کرنی تھیں کہ ہم افغان مہاجرین کے ہر دکھ درد میں ان کے ساتھ ہیں لیکن بات یہ ہے کہ بس، اب ہم پہ بھی بوجھ ہے، ہمارے بچوں نے بھی آگے پڑھنا ہے، ہمارے بچوں نے بھی آگے، اور جو کچھ وہاں پہ ہو رہا ہے آج پاکستان کی سرزمین کے جو دہشت گرد ہیں افغانستان میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہماری افواج پاکستان کو کیوں نہیں حوالے کرتے؟ وہ وہاں پر بیٹھ کر ہر بم بلاسٹ کا وہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے کیا ہے اور وہ بیٹھے ہوئے ہیں سرزمین افغانستان میں ہیں، افغانستان کی حکومت اگر چاہتی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اچھے تعلقات، ہم نے تو اچھے تعلقات کی وجہ سے 37 سالوں سے ان کے لوگوں کو یہاں پہ Accommodate کیا، اور جو لوگ، اب انڈیا، یہاں تو یہ بات ثابت ہو گئی ہے، آپ کے اپنے لوگوں نے یہ بات کر دی کہ جی، انڈیا ہمیں آفر کر رہا ہے کہ جی، آدھا ٹکٹ ہے اور فلانا ٹکٹ ہے اور یہ ہے اور میڈیسن بھی آپ کو دیتے ہیں اور ہم آپ کو، انڈیا تو چاہتا یہ ہے کہ وہ پاکستان جو کہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے Base پر بنا ہے، جو دو قومی نظریہ کے تحت بنا ہے اس کو خدانخواستہ نیست و نابود کرے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نلوٹھا صاحب، اورنگزیب نلوٹھا۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنی سیکورٹی ایجنسیز کے ساتھ، ہمیں افواج پاکستان کے ساتھ، ہمیں مرکزی گورنمنٹ کے ساتھ، ہم صوبائی تمام گورنمنٹس جو ہیں وہ ایک پیج پہ آئیں اور ہم لوگ اس کا حل نکالیں، لیکن جو میں نے گزارشات کی ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ، اورنگزیب نلوٹھا صاحب! پلیز۔

ایک رکن: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ، جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ کسی ایک سیاسی جماعت کا جناب سپیکر صاحب! نہیں ہے، یہ اس پورے صوبے کا اور پوری قوم اور پورے ملک کا مسئلہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس ایشو پہ ہم سب کو اکٹھا ہونا چاہیئے اور میں یہ بھی، مجھے نہیں پتا کہ صوبائی حکومت نے جب کوئی پالیسی بنائی تو اپنے اتحادیوں کو اعتماد میں لیا یا نہیں لیا؟ جس طرح آپ نے ابھی بات کی ہے، میں چاہوں گا کہ اس کے اوپر تمام سیاسی جماعتوں کی ایک کمیٹی بن جائے اور اس میں اس ایشو کو بھی لایا جائے یہاں پہ بھی، ہمیں بات کرنے کا موقع آپ نے دیا جناب سپیکر صاحب! میں پہلے پاکستانی ہوں، میں پاکستان کا سوچوں گا، میں افغانستان کا بعد میں سوچوں گا، میں ایران کا بعد میں سوچوں گا، میرے پاکستانی، سعودی عرب جو ہم سب کیلئے قابل احترام، ہمارا اسلامی ملک ہے، وہاں پہ میرے پاکستانی بھوکے مر رہے ہیں اور وہ پاکستانی حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں، خیبر پختونخوا کی حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں وہ امداد دیں گے، ہمیں وہ کھانا کھلائیں گے، وہ بھوکے وہاں پر مر رہے ہیں، ہمیں پہلے پاکستان کا سوچنا ہے، ہم نے پہلے خیبر پختونخوا کا سوچنا ہے، بعد میں ہم افغانستان کا سوچیں گے، بعد میں ایران کا سوچیں گے، ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے یہاں پر؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب سپیکر صاحب! صوبائی حکومت سے کہ جب سے یہ پالیسی ہماری صوبائی یا مرکزی حکومت نے بنائی ہے افغانیوں کی باعزت واپسی کی، تو کیا افغان حکومت کی طرف سے بھی کوئی Resist ہوا ہے، انہوں نے انکار کیا ہے کہ ہم اپنے ملک کے لوگوں کو نہیں آنے دیں گے؟ کہ اس کے اوپر تب ہم بحث کر رہے ہیں، جناب سپیکر صاحب! جب روس نے افغانستان کے اوپر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو اس وقت یہ لوگ، ہمارے افغان بھائی یہاں پر آئے تو ہم

نے اپنے آدھے آدھے گھر ان کے حوالے کئے اور کوئی دکھ اور تکلیف انہیں نہیں پہنچائی، پینتیس چھتیس سال، یہ بچے جو آئے تھے یہاں پر، آج وہ دادے بن گئے ہیں جناب سپیکر صاحب، وہ بزرگ بن گئے ہیں، چھتیس سال ہوگئے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب بھی پاکستان کے اوپر روس قبضہ کر رہا ہے، امریکہ قبضہ کر رہا ہے؟ نہیں ابھی افغانستان کے وہ حالات نہیں ہیں، اب ہم ان بھائیوں کو باعزت طور پر بھیجنا چاہتے ہیں اپنے ملک میں، ہم انہیں انڈیا میں نہیں بھیجنا چاہتے، ہم انہیں کسی اور ملک میں نہیں بھیجنا چاہتے، ان کے اپنے ملک میں اسلئے بھیجنا چاہتے ہیں کہ اب پاکستان تباہ و برباد ہو گیا ہے، خیبر پختونخوا کے گھر گھر میں ماتم ہو رہا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ تمام افغانی ان وارداتوں میں ملوث ہیں لیکن جناب سپیکر صاحب! آج بھی چار دہشت گرد ہمارے صوبے سے گرفتار ہوئے، جن میں سے دو افغانی ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ایک دکھ اور تکلیف لیکر ہمارے پاس آئے تھے ہمارے ملک میں آئے تھے، ہم نے ان کی مہمان نوازی کی، ہم نے اپنے کاروبار ان کو دیئے، ہم نے اپنی جائیدادیں ان کو دیں، اپنی زمینیں ان کو دیں اور ہمارے ملک میں بے روزگاری جناب سپیکر صاحب! ان کی وجہ سے پیدا ہوئی، ہم نے برداشت کیا کہ ہمارا پڑوسی ملک ہے، ہمارے مسلمان بھائی ہیں، آج اگر ان کے اوپر کوئی تکلیف آئی ہے تو کل ہمارے اوپر بھی آسکتی ہے لیکن آج اس وقت پاکستان، افغانستان میں وہ حالات نہیں ہیں، آج پاکستان کی کرنسی سے افغانستان کی کرنسی بہت بہتر ہو چکی ہے، جناب سپیکر! ہمارے پاکستانی یہاں سے افغانستان جاتے ہیں مزدوری کرنے کیلئے، تو پھر کیا جواز باقی رہتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو باعزت طور پر کیوں نہ اپنے ملک میں بھیجیں، جہاں پر ان کی زمینیں ہیں، جہاں پر ان کی جائیدادیں ہیں، جہاں پر سب کچھ ہے ان کا، جناب سپیکر صاحب! اس ملک میں جتنے مذاہب کے لوگ پاکستان میں آباد ہیں، کیا ان کے انڈیا کے ساتھ رشتے نہیں ہیں؟ کیا جو سکھ ہندو عیسائی پاکستان کے اندر رہ رہے ہیں، ان کے ان ممالک میں اپنے رشتہ دار نہیں ہیں؟ لیکن جو یہاں پر آئے ہیں 1947 سے پہلے، وہ اپنا سب کچھ پاکستان کیلئے لٹا رہے ہیں، پاکستان کیلئے قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اور انڈیا میں ہم سے زیادہ، پاکستان سے زیادہ مسلمان نہیں ہیں جناب سپیکر صاحب؟ کبھی انڈیا کی بات آتی ہے تو اس انڈیا کے اپنے ملک کی حقوق کی بات کرتے ہیں اپنے ملک کی عزت کی بات کرتے ہیں، وقار کی بات کرتے ہیں اسلئے چھتیس سال ہم نے مہمان نوازی کی، پینتیس لاکھ سے زیادہ افغان مہاجرین جو رجسٹرڈ ہیں،

جو رجسٹرڈ نہیں ہیں، پتہ نہیں اس سے دگنے ہوں، بہر حال ہم نے کبھی برا نہیں منایا، آج بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ان کو ذلیل کر کے یہاں سے بھیجیں، ہم ان کی باعزت واپسی کو یقینی بنانا چاہتے ہیں، درخواست کرتے ہیں ہم صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت سے کہ جو ہمارے مہمان ہمارے پاس آئے تھے، ہم نے خود مصیبتیں جھیلیں، تکالیف برداشت کیں لیکن ان کو تکلیف نہیں ہونے دی، جناب سپیکر! یہ پچھلے دو مہینے کی بات ہے، میرے اپنے محلے میں افغان بھائیوں کا وہاں کے مقامیوں سے جھگڑا ہوا اور میں ان کو لیکر افغان بھائیوں کے گھر میں گیا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں، میں آپ سے معذرت کرتا ہوں، ہم نے تو اس طرح افغان بھائیوں کو عزت دی، آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو حکومت نے فیصلہ کیا ہے، اس فیصلے کو یقینی بنایا جائے اور باعزت طور پر، ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کی زمینیں ضبط کی جائیں، ان کے مکانات ضبط کئے جائیں، ان کے کاروبار ضبط کئے جائیں، ان کی زمینوں کا انہیں معاوضہ آج کے نرخوں کے مطابق دیا جائے، بالکل انکی زمینیں نیلام نہ کی جائیں اور میں نہیں سمجھتا نہ میں نے سنا ہے کہ کوئی زمین کسی جگہ نیلام ہوئی ہے، کوئی مکان نیلام ہوا ہے، اگر ایسی بات ہے تو صوبائی حکومت اس کا نوٹس لے اور ان کو باعزت طور پر دلاسہ دے کر افغانستان بھیجا جائے۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ، قربان خان، قربان خان۔

<u>جناب قربان علی خان</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيم، سپيکر صاحب! ډيره مهرباني، او ما يو خواست دلته کړې وو او هغه پوره شو (مداخلت) او هغه ډيبيټ دلته کهلاؤ شو، سنجيده موضوع ده او خبرې پرې ټولو اوکړې بنه تفصيل سره، خپله خپله رائے پرې هم راغله، زه به وخت ډير لږ اخلمه، ځکه وخت نشته دے، دوه نور کسان به هم تقريرونه کوی، زه غټې غټې خبرې به اوکړمه، ما هغه ورځ هم هغه کوئټے هغه دغه سره په دې باندې يو لږ غوندې ډيبيټ اوشو، هغه پکښې راغللې هغه خبرې خو زه د دې نه به شروع کوم چې زما د Thirty five years، کله کله مې دا فکر يوځی چې هسې نه په سيند باندې لاهو شی، ډير لږ غوندې ټائم دے د دوئ د تلو، دا وطن د هغوی نه دے، دا مونږ منو، د هغوی خپل وطن دے خو دلته کښې راغلی وو يو ډيره لويه ميلمستيا ورته ملاؤ شوی وه، مولانا صاحب هم، په هغې باندې خبرې اوشوې، قائله شو مونږ چې مونږ انصار وو او هغه مهاجر وو،

بابک صاحب پرې خپل نظر ورکړو، اقتصاد یاتو جنګ وو، هغه خبرو ته نه ځو، د هغې نه ډیبیټ بیا په بله بله ځی، مونږ به مخکښې نظر کوؤ چې مخکښې مونږ ته څه پکار دی؟، مخکښې خالی دا یوه مسئله ده چې Return of Afghan Refugees دا به مونږ یقینی کوؤ، نلوټها صاحب خبره چې دا به مونږ ډیر په مهذبه طریقه کوؤ، دیکښې داسې ډیرې خبرې راغلې، ډاکټر صاحبې هم یو پوائنټ اوچت کړو، زه به هغه Suggestions ورکوم چې په هغې باندې د غور اوکړې شی، دلته کښې مریضان هم دی، دلته په کالجز کښې خلق ناست دی، د هغوی سبقونه دی، ډګریانو ته به ئې کال وی، د هغې د پاره هغه شان پالیسیز د واضحه شی، څنګه چې نلوټها صاحب اووئیل چې نیلامی د زمکو نه ده شوې خو زه به د خپل نوښار یو خبره اوکړم، دې وخت کښې د اربونو روپو جائیدادونه، که تاسو لاړشئ د کپړو هغه ټول مارکیټونه، هغوی ما ته پرون هم په جرګه راغلی وو ځکه چې مونږ هم Representative یو، ما ته ئې وئیل صاحب دا به مونږ څه کوؤ؟ دا خو مونږ اخستلی دی، په هغه وخت کښې مونږ په شل شل لکهه روپئ یو یو دکان اخستې، په دیرش دیرش لکهه روپئ مې اخستې نو دا یقینی چې څه داسې پالیسی، شاه فرمان صاحب هم ناست دے چې بیا دې مونږ ته دا به هم واضحه کوی چې دا د دغه کړی، د دې Proper assessment د اوشی، ځکه چې هغوی چې ځی څه دا نه چې اونے پونے باندې دے د هغوی جائیداد یا چا ته ئې هغوی پریږدی په امانت کښې، بس چې ځی چې هغوی ته مونږ خپل تحفظ ورکړؤ، دغه شان د هغوی څه Immovable property ده څه Moveable دی،Like Vehicles دی هغوی چې ځی، د هغوی رکشے دی، د هغوی څاروی دی، د هغوی داسې نور څه دی چې د هغې باقاعده، دوئ مونږه ته، ګورنمنټ د یو پالیسی په دې باندې واضحه کړی چې هغوی ځان سره دا Carry کړی چې دا یوځی نو دا زما خپل دا Suggestions دی، دا ما ورکړل او خوند به ئې دا هم کړې وو که نن، کیدې شی ټیکنیکلی یا دا نه شوه کیدې خو که تاسو افغان کونصلیټ والا خلق هم یو جرګه راوستې وے، ناست وو او ډیر سنجیده بحث وو نو چې دا ئې اوریدو نو دې به ډیره مزه کړې وه، زه خپل حکومت ته دا هم وایم چې پکار ده د هیلتهـ، ایجوکیشن، انفراسټرکچر، ټیلی کمیونیکشن کښې مونږ

هغوی سره، افغان گورنمنټ سره، باقاعده مدد اوکړو، او د هغوی Views واورو، هغوی هم راشی، چې مونږ سره شیئر کړی، ځکه چې هغوی به پالیسی فیډرل گورنمنټ سره کړی وی خو هغه Publicize شوی نه دی، هغه پکار ده، ځکه چې دا افغان مهاجر چې دی، هغوی هم په تیاره کښې دی چې دا تاسو، لکه زمونږ خو هلته کښې هم ځائې نشته، مونږ خو ستاسو وفادار وو، راغلی وو، هغه دغه مو، نو د دې سره ډېر زيات دغه دی، ما سره هغه ورځ هم يو جرگه په پېښور کښې اوشوه نو زه دا وايم چې کم سے کم پکار دی چې مونږ دومره خواری اوکړه نو چې يو کروړ خلقو نن په افغانستان کښې زمونږ د وطن سندرې وئيلے ، هغوی زمونږ نه خوشحاله او زه چې دا فکر کوم، چې دا څنگه چې دلته کښې اوس هغوی سره يو شې لکه هغوی Satisfied نه دی نو زه وايمه چې په دې باندې کهلاؤ د گورنمنټ خپله يو پاليسی راشی،چې هغوی ته هم تسلی اوشی، ما هغه ورځ هم تاسو خو نه وئ، ما خو دا هم وئيلی دی چې مضبوط افغانستان، پاکستان که Stable کيږی نو چې مضبوط افغانستان وی نو پاکستان به هله Stable کيږی او دا نظر او دا فکر دا زما نه دے ، دا درته ډاکټر علامه اقبال دغه کړې چې په اصلی معنو کښې پلار د پاکستان وو، هغه وئيلی دی چې افغانستان د ايشيا زړه دے چې زړه ناقراره وی نو ټول وجود به بې آرامه وی۔ وائی د ايشيا آبادی، د افغان په آبادی باندې د ايشياء آبادی ده، افغان په بربادی کښې د ايشيا بربادی ده، نو مونږه ته، گوره چې هغه ټوله دنيا راغلے وه يو کمک ئې کړې وو، هغه ټوله دنيا لاړه او لاړه به شی خو مونږ ته پکار دے ، زمونږ د صديانو دغه دے ، دا زمونږ گاونډ دے او په مونږ ئې حق دے۔ مهربانی صاحب!

<u>Mr. Speaker</u>: Fakhar-e-Azam, only two minutes, only two minutes.

<u>جناب فخراعظم وزیر</u>: شکريه سپيکر صاحب! زه ټائم کم اخلم خو زه دا شو خبرې کول غواړم چې يو خو دا په دوه حصو باندې مونږ تقسموؤ، يو 1979 او يو 2001 نه Onward چې کومه پاليسی ده، 1979 کښې چې کله د ذوالفقار علی بهټو گورنمنټ لاړو، شهيد شو او پاکستان پيپلز پارټی گورنمنټ ختم شو او مارشل لاء دلته راغله نو د مارشل لاء نه پس افغان مهاجرين دې ملک ته راغلل، او هغې افغان مهاجرينو ته مونږ بنه د زړه د خلاصه ميلمستيا هم ورکړه، کور هم

ورکړو، هر څه مو ورکړل، خو د هغې نه پس چې دا خلق اوسیدل، کاروبار ئې هم سټارټ کړو، هر څه سټارټ شو، په دې ملک کښې دهماکې سټارټ شوے، زما ملګری ورته اووئیل چې ډاکټر نجیب شهید، ډاکټر نجیب مردار شو، شهید نه وو، ځکه چې دغه ودود سنز کښې چې کومه دهماکه شوی وه په 1996 کښې دغې ډاکټر نجیب کړې وه، د دغې ملګری رشید دوستم کړې وه، سبا ته رشید دوستم به هم شهید وی، سبا به مودی سرکار هم شهید شی،د دې خو دا مطلب شو، دا د انډیا ایجنټان دی که هغه ډاکټر نجیب وو، که رشید دوستم وو، دوئ د شهید رتبه، دا ډیره غلطه خبره ده، دا بالکل غلطه، د اسلام او د پاکستان د پالیسئ خلاف ده، د هغې نه پس دا ملک چې کله 2001 کښې امریکې Attack اوکړؤ په افغانستان سره د نیټو فورسز نو هغه چې نیټو فورس سره ئے Attack اوکړو په افغانستان کښې نو هغه ټائم بیا دلته د مارشل لاء ایډمنسټریټر ناست وو-----

جناب سپیکر: زما خیال دے، زما لږ عرض واوره، ته بیا خپله جاری ساته خو لږ زما آوره،لږ که ته Solution ورکړې نو هغه به ښه وی، هسټرئ کښې مه ځه پلیز۔

جناب فخرِاعظم وزیر: زه Solution ورکوم،Solution ورکوم، سر! بیا د هغې نه پس پاکستان د فرنټ لائن سټیټ کردار ادا کړو، پاکستان ته پکار نه وه، د بهر جنګ ئې دې ملک ته راؤړو خو اوس هغه دهشت ګردی ځان له خبره ده او افغان مهاجرین، ځان له خبره ده، زما مطلب دا دے چې افغان مهاجرین زمونږ ورونړه دی، زمونږ مسلمان ورونړه دی، Solution یئ دا پکار دے چې پینټیس سال مو ساتل دغه میلمستیا ډیره ده، اوس دا پکار ده چې یو واضح پالیسی واضح شی چې د چا رجسټریشن نه دے شوے، هغه د رجسټریشن اوکړی، چې د چا شوې دے خو شوې دے ،د هغه د بیا چیکنګ اوشی او چې نه وی ټائم د لږ ورکړی یو دوه کاله، کال آته میاشتې، شپږ میاشتې چې صوبائی د وفاق او حکومت پالیسئ وی خو لږ ټائم د ورکړی او خاص طور پر ډاکټر صاحبې چې کومه خبره اوکړه، وومنز او چلډرنز د لږ خیال اوساتلې شی ځکه چې هغه معصوم دی او دغې نه علاوه غټه خبره دا ده چې ټائم د ورکړے شی، د هغې نه پس چې کوم ځائې کښې د دوئ املاک دی یا دلته ئې څه جائیداد ونه دی نو هغه که دوئ خرڅوی نو خرڅ

د کړی او که نه وی نو د هغې د پاره یو باضابطه پالیسی د جوړه کړې شی۔ زما دا Suggestions دی، ډیره مننه شکریه۔

جناب سپیکر: مهربانی، شاه فرمان خان! ما بنام مونځ ته هم ټائم لږ دے۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ، جناب سپیکر! اس ایشو کے دو پہلو ہیں، ایک Humanitarian ہے اور ایک سٹیٹ آف پاکستان کا یو این ایچ سی آر کے ساتھ معاہدہ ہے، اگرچہ پاکستان ریفوجیز کنونشنز اور ایگریمنٹ کے Signatories نہیں ہیں لیکن یو این ایچ سی آر کے ساتھ ایک ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے، جناب سپیکر! اس ایشو کی Importance کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے فیصلہ کیا کہ خیبر پختونخوا کے ایک ایسے سابقہ آفیسر پاکستان تحریک انصاف کے ممبر رستم شاہ مہمند کی جو گہری نظر ہے اس ایشو کے اوپر، حکومت ان کو ایک ذمہ داری دینے لگی ہے کہ وہ افغان Refugees کے ایشو کے اوپر حکومت کو Guidance دے کیونکہ وہ بہتر طریقے سے جانتے ہیں کہ یہ ایشو حقیقت میں کیا ہے کس طرح ہونا چاہئیے؟ لیکن جناب سپیکر! اس وقت سارے آنریبل ممبران نے بات کی ہے، اس کے تحت ایک تو Refugees یہاں آئے تھے مجبوری کے تحت تو یہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ افغانستان کے اندر زندگی گزار سکتے ہیں، انہوں نے پاکستان کے اندر اپنے کاروبار کو اتنا کیوں پھیلایا؟ اگر ان کی کوئی مجبوری نہیں ہے جناب سپیکر، Humanitarian base کے اوپر جو افغان مہاجرین غریب ہیں جن کے افغانستان کے اندر گھر تباہ ہو چکے ہیں، کس کی ذمہ داری ہے، کس نے جنگ شروع کی، افغانز کی Rehabilitation and reconstruction کی ذمہ داری کس کی ہے اور یہ ذمہ داری United Nation نے ابھی تک کیوں نہیں؟ میں اس سیکشن آف افغانز کی بات کر رہا ہوں، جناب سپیکر! جن کے گھر بار نہیں ہیں جو حقیقت میں مجبوری کے تحت یہاں زندگی گزار رہے ہیں تو ایک ان اداروں سے درخواست ہے کہ جن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ افغانستان کے اندر ان Refugees کی Rehabilitation and reconstruction اور آبادکاری کی ذمہ داری پوری کریں، حکومت کبھی ان کو Inforce نہیں کرے گی، حکومت کبھی ان کو اٹھا کے پھینکے گی نہیں، لیکن ہم اس طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں، جس جس کی جو ذمہ داری ہے، جناب سپیکر! پچھلے ہفتے دو بندے پکڑے گئے اور انہوں نے Confess کیا کہ ہم را کے ایجنٹ ہیں اور افغانستان سے آئے ہیں اور ان کے ساتھ جو جو کچھ برآمد ہوا تو اگر جناب سپیکر! خدانخواستہ پاکستان کے اوپر ایک مسئلہ آجائے اور

تیس چالیس لاکھ پاکستانی کسی ملک میں پناہ لے اور اس ملک کے اندر پاکستان دہشت گردی کرے، آج افغان مہاجرین کے ساتھ افغان حکومت جتنا ظلم کر رہی ہے، کوئی اور نہیں کر رہا (تالیاں) تو ہم افغان حکومت سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جن کے ڈپلو میٹس جن سے ہم بات کرتے ہیں ان کو بھی یہ Communicate کریں گے کہ آپ بھی افغان مہاجرین کا خیال رکھیں گے، کیوں یہ ساری چیزیں ان کے اوپر ثابت ہوتی ہیں، لاء اینڈ آرڈر کی Situation یہ ہے جناب سپیکر، کہ اگر کسی پاکستانی کے پاس اپنا ID Card نہیں ہے تو وہ بھی اس City میں نہیں پھر سکتا، پولیس والے پکڑ لیتے ہیں اور پتہ چلاتے ہیں کہ بھئی یہ کون ہے؟ آج ہم نے وہ قانون نہیں بنایا جس میں اگر کوئی پاکستانی کسی دوسرے پاکستانی کے گھر میں کرائے پر رہتا ہے تو وہ بھی تھانے میں لکھتا ہے اور جو کرائے پر گھر دیتا ہے وہ بھی تھانے میں رپورٹ کرتا ہے کہ میں نے Mr. so and so کو یہ گھر کرائے پر دے دیا ہے تو کچھ ہماری مجبوریاں ہیں اور انسانی Humanitarian aspect کو دیکھتے ہوئے جناب سپیکر، بالکل میں اس ہاؤس کو تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ بحیثیت انسان، بحیثیت مسلمان کسی کی دل آزاری ہو یا ان کے ساتھ یہ رویہ رکھا جائے لیکن جو حالات بنے ہوئے ہیں اس حوالے سے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ Refugees بھی Cooperate کریں، اپنی رجسٹریشن کریں، فیڈرل گورنمنٹ بھی Cooperate کرے، اگر رجسٹریشن کیلئے ان کے پاس پیسے ہیں تو ہماری مدد کریں، افغان حکومت سے بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ ادھر ہیں تو آپ بھی ایسے کام کیوں کریں کہ جو یہاں پر RAW کے ایجنٹس پکڑے جاتے ہیں، ہم UN سے بھی کہتے ہیں اور ہم United State of America سے بھی کہتے ہیں کہ جو جنگ شروع ہوئی تھی کیا افغانستان کی Reconstruction, rehabilitation آپ کے اوپر فرض نہیں تھی؟ تو اگر آج وہ سارے ادارے Including United Nation, including وہ سارے سپر پاورز، اگر انڈیا کو اتنا ہی زیادہ پیار ہے افغانستان کے ساتھ اور انہوں نے اتنے زیادہ قونصلیٹس کھول رکھے ہیں جناب سپیکر، اور اگر وہ آدھی ٹکٹ مریضوں کو آفر کرتے ہیں تو جو مریض نہیں ہیں ان کے گھر تباہ ہوئے ہیں یا افغانستان کی ری کنسٹرکشن کیلئے پیسے دے یا افغان Refugees کی Rehabilitation کیلئے پیسے دیں، یہ وہاں پر Co-developmental کام کریں تا کہ یہاں سے Refugees آرام سے جا سکیں، جناب

سپیکر! جب ہم ان ایشوز کو ہائی لائٹ کرتے ہیں تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم افغان Refugees کو بھگاتے ہیں یا ان کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں یا ہم چاہتے ہیں کہ وہ کسی طرح نکل جائیں، تو اگر Agreement 2016 تک ہے تو اس کے اوپر عمل کریں گے، سیکورٹی کے تحت رجسٹریشن کی ضرورت ہے، ہمیں پتہ چلے کہ Who is who and what is what، یہ پراسیس جاری رہے گا، ہم بالکل یہ نہیں چاہتے ہیں، ہم ظلم نہ کریں گے نہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر ساری ذمہ داری پاکستان کے اوپر ہو، افغان حکومت بھی اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے، عالمی ادارے بھی اپنی ذمہ داری پوری نہ کریں، یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ بھی ذمہ داری پوری نہ کرے، انڈیا بھی ذمہ داری پوری نہ کرے تو پھر ساری ذمہ داری ہمارے اوپر عائد ہوتی ہے، بہر حال جو تشویش پائی جاتی ہے کہ شاید، تو بحیثیت انسان، بحیثیت مسلمان، خیبر پختونخوا کی حکومت بالکل Humanitarian aspect کے اوپر عمل کرتے ہوئے، ہم انسانی رویئے کو جانتے ہوئے ان کے ساتھ بھائی چارے کا عمل جاری رکھیں گے لیکن جناب سپیکر! خاصکر ان افغانیوں سے بھی میری یہ ریکویسٹ ہوگی کہ اگر آپ کے پاس وہ وسائل موجود ہیں کہ آپ افغانستان کے اندر اپنی زندگی آرام سے گزار سکتے ہیں اور آج یہ ایشو بنتا جارہا ہے کہ ان کی اتنی پراپرٹی ہے یا اس کا اتنا کاروبار ہے تو قانون نے تو یہ اجازت کبھی نہیں دی تھی، ان کو بھی سوچنا چاہیئے، افغان حکومت کو بھی سوچنا چاہیئے، یونائیٹڈ نیشن کو بھی سوچنا چاہیئے کہ اس کا کیا حل نکالنا چاہیئے، شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: عنایت خان! آپ بات کریں گے؟ مختصر بات آپ کر لیں کیونکہ اذان کا بھی ٹائم ہے۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر! ان میں بہت سے پہلوؤں کے اوپر بحث ہو چکی ہے اور ہاؤس Empty ہے لیکن ایک بات کا مجھے یقین ہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں یہ ریکارڈ ہو رہا ہے، Document ہو رہا ہے، .Its becoming part of the history، اسلئے میں بابک صاحب کی بات کی طرف، ایک بات کی وضاحت انہوں نے کی اور ایک بات کی وضاحت میرے دوست، ہمارے جماعت اسلامی کے ممبر اعزاز الملک افکاری صاحب نے کی Historical record اور اس اسمبلی کے ریکارڈ کی درستگی کیلئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جماعت اسلامی کے دستور میں لکھا ہوا ہے کہ ہم اس ملک کے اندر خفیہ جدوجہد نہیں کریں گے، ہم جو جدوجہد کریں گے تو اس ملک کی ریاست اور دستور کے مطابق کریں

گے، 1979ء میں جب روس آیا تھا تو اس وقت پاکستان کھل کے افغانیوں کے ساتھ کھڑا تھا، اس وقت اس وجہ سے اس جہاد کو ہم نے بڑا Openly support کیا اور ہم اس کے ساتھ کھڑے تھے اور ہمارے لوگ اس وقت ادھر گئے اور اس وقت تو جبکہ امریکہ وہاں قابض ہے، مولانا لطف الرحمان صاحب نے اس کی طرف اشارہ کیا اس وقت بھی، جب امریکہ ادھر قابض ہے، تو ہماری سٹیٹ آف پاکستان جو ہے اس کی پالیسی سے ہم اختلاف کرتے ہیں اور ہم افغانیوں کے جدوجہد کو Legitimate کہتے ہیں امریکی Resistance کے خلاف، اور ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ہم نے چونکہ اس اپنے جماعت اسلامی کے دستور کے تحت حلف اٹھایا ہوا ہے کہ ہم سٹیٹ آف پاکستان کی ریاست کے قوانین کے اندر Politics کریں گے تو ہم پاکستان کی ان پالیسیوں کے اوپر تنقید کرتے ہیں اور افغانستان کے اندر جو Resistance ہو رہی ہے اس کو Moral support دیتے ہیں لیکن ہم Physically وہاں اسلئے نہیں جاتے ہیں کہ ہم نے کہا ہے کہ ہم اس ملک کی ریاست کے دستور کے مطابق Politics کریں گے، یہ بات بالکل واضح ہونی چاہیئے کہ ہم اس وقت بھی Occupation کے خلاف تھے اور یہ جو موجودہ Occupation ہے، ہم اس کے بھی خلاف ہیں، جناب سپیکر صاحب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کے اوپر بات ہو چکی ہے، میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں، مجھے خوشی ہے کہ آج میرے دوست اور میرے بھائی شاہ فرمان صاحب نے تھوڑا زیادہ Generosity کا مظاہرہ کیا، شاید خان صاحب کی Statement آئی ہے اس کے نتیجے میں اور آج انہوں نے ان پہلوؤں کو ٹچ کیا کہ میرے خیال میں اس سے بہت پہلے ہمیں یہ بات کرنی چاہیئے تھی اور میں نے ہاؤس کے اندر یہ بات بھی کہی کہ جب میں عمرے سے واپسی پہ آیا تو میں نے اور سکندر خان نے جا کے چیف منسٹر صاحب کو ریکویسٹ کی تھی کہ افغانیوں کا ایشو بڑا Sensitive ہے، بڑا حساس ہے اور اس پہ کوئی جذباتی Response ہمارے فیوچر کیلئے خطرناک ہے، میں ان باتوں کو Repeat نہیں کرنا چاہتا جو میں نے پہلے مجلس کے اندر اور اس اسمبلی کے اندر کہی تھی اور بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جس کو مولانا لطف الرحمان صاحب نے Endorse بھی کیا اور انہوں نے خود بھی میری اور ان کی گفتگو کے درمیان اس حوالے سے میرے خیال میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے، میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لیڈ لیں، جس طرح آپ نے اس ہاؤس کے اندر تمام تر مشکلات کے باوجود کہ سرکاری افسران نکل چکے ہیں،

میڈیا کے لوگ جا چکے ہیں، ہاؤس تقریباً خالی ہو چکا ہے لیکن آپ نے استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پہ ڈیبیٹ جاری رکھی اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے، اپوزیشن لیڈر بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے، باقی دوست بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ لیڈ لے لیں اور آپ تمام پارلیمانی لیڈرز کو بلائیں اور اس کے ساتھ ساتھ انسپکٹر جنرل پولیس کو بلائیں، چیف سیکریٹری خیبر پختونخوا کو بلائیں، ہم بھی خود آئیں گے، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی یہاں لے آئیں اور رستم شاہ مہمند صاحب کہ جو ایکسپرٹس ہیں افغانستان کے Ambassador رہے ہیں، افغانستان میں پاکستان کے Ambassador رہے ہیں، ان کو بھی بلائیں اور جہاں جہاں ہم ان کیلئے راستہ نکال سکتے ہیں، وہاں ہم راستہ نکالیں، مثلاً جن کے پاس کارڈ نہیں ہے اور وہ چالیس سال سے اس ملک کے اندر، وہ اس ملک میں پیدا ہوا ہے تو اب ان کیلئے راستہ اوپن کریں، اگر وہ پاکستانی کارڈ نہیں بنا سکتا ہے تو افغانیوں کا ایک کارڈ ہے اس کیلئے، ان کیلئے راستہ کھلے تاکہ آپ اپنے دہشت گردی کے معاملات کو بھی کنٹرول کر سکیں، اس کی Identity ہو، جن لوگوں کے کاروبار ہیں اور اگر آپ اور ہم ان کو Inforce کر رہے ہیں کہ وہ چھوڑیں، اسکے لئے بھی راستہ نکالیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ یہاں انٹرنیشنل لاز کے اندر، امریکہ کے اندر جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو امریکہ، امریکی سیٹیزن بنتا ہے، حیرانگی کی بات ہے کہ ہم نے جو Nation State ہے یہ اس طرح قبول کر لیا ہے کہ گویا یہ بالکل ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارے مسلمان ملک کے اندر پیدا ہوتا ہے وہ آپ کا سیٹیزن نہیں ہے، یہ مجھے نامناسب قسم کی بات لگتی ہے، اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے جتنے بھی Aspects ہیں، اس پہ ڈسکشن کی ضرورت ہے اور اسمبلی کے اندر ڈیبیٹ ہوتا ہے، ڈسکشن ہوتی ہے، Collective opinion بنتی ہے، اس Collective opinion کے نتیجے میں پالیسیز بنتی ہیں، اب جو یہ Collective opinion بنی ہے یہ بات سامنے آئی ہے تو آپ لیڈ لے لیں سپیکر صاحب! سب کو اکٹھا کریں، اسکے اوپر ایک پالیسی بنائیں اور خیبر پختونخوا حکومت کو بھی وہ پالیسی بھیجیں اور وہ پالیسی مرکزی حکومت کو بھی بھیجیں اور وہ سیکورٹی ایجنسیز کو بھی بھیجیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کے جو ہاؤس کی جو Collective آواز ہے اس پہ آگے پالیسی ساز اداروں کو، حکومتوں کو اور سیکورٹی ایجنسیز کو عمل کرنا چاہیئے، میں یہ Recommend کروں گا کہ آپ نے جس طرح اس پہ لیڈ لیا ہے، آپ آگے بھی لیڈ لیں، میں آپ کا بہت زیادہ ممنون ہوں اور جن صحافی

بھائیوں نے مطلب زحمت کی ہے اور یہاں رہ گئے ہیں، سرکاری افسران رہے ہیں، میں ان کا بھی ممنون ہوں اور یہ اپوزیشن لیڈر اور سب کا ممنون ہیں کہ انتہائی سیریس ایشو ہے اور اس پہ جو دوست بیٹھے ہیں، جنہوں نے بھی گفتگو کے اندر حصہ لیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ایک Consensus create ہوئی ہے اور میں آپ سے امید رکھتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ کہ اس کو آپ Meaningful اور Positive conclusion تک پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر: یہ بالکل عنایت خان! مولانا صاحب یہ جو Suggestion ہے ان کا، اس پہ ایک آل پارٹیز کے جو پارلیمانی لیڈرز ہیں ان کو بلائیں، چیف منسٹر صاحب، چیف سیکریٹری، آئی جی پی اور رستم شاہ مہمند صاحب کو بلالیں گے، ایک دس پندرہ دن کے اندر اندر اس کی ایک میٹنگ کرلیں گے تاکہ اس کی Nitty gritty ساری ایشوز کو ہم بالکل دیکھ لیں، میری ریکویسٹ بھی ہوگی کہ اس کیلئے آپ اپنی پارٹیز کے اندر بھی میٹنگ کریں اور اس کیلئے پوری تیاری ہو اور مطلب جتنا بھی ہم زیادہ Fruitful کر سکتے ہیں، اس کو ہم Fruitful کریں تو ان شاءاللہ پندرہ دن کا شاہ فرمان خان! آپ چیف منسٹر صاحب سے بات کرلیں گے اور اس کے اوپر ہم ایک میٹنگ کرلیں گے تاکہ اس ایشو کو ہم صحیح معنوں میں ہینڈل کریں، یہ قوموں کے آپس میں تعلقات ہیں یہ ہمارا فیوچر ہے، مطلب اس میں افغانستان ہمارا پڑوسی رہے گا اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور ہمارے ساتھ اس کے بہت دیرینہ رشتے ہیں Being a Muslim, being a Pakhtun اور پھر History ہماری ایک ہے تو ہمیں بہت Calculated ہو کے تمام معاملات کو دیکھنا پڑے گا، غیر جذباتی طور پر ہو کے ہمیں Long term کیلئے سوچنا پڑے گا کہ ہمیں آئندہ اس کی پالیسی کی Repercussion کیا ہو سکتی ہے، تو ان شاءاللہ تعالیٰ مولانا صاحب! نلوٹھا صاحب! اس کے اوپر Agree ہیں ناں؟ ایک پارلیمانی میٹنگ اس پہ کرلیں گے اور چیف منسٹر صاحب بھی آجائیں گے اور اس عنایت خان نے جو جو جس کے نام بتائے ہیں اس کو بلالیں گے، شاہ فرمان ٹھیک ہے، Agree ہیں سب اس پہ، تو ان شاء اللہ تعالیٰ اجلاس کو میں، اور میں میڈیا کے بھائیوں سے، ایک تو آپ کا مشکور بھی ہوں اور آپ سے ریکویسٹ کروں گا، مجھے پتہ ہے کہ آج آپ کیلئے رپورٹنگ بھی اور پھر جا کے لکھنا، پورا کرنا، اور تھک بھی گئے ہیں،

میری ریکویسٹ ہوگی کہ آج جو دوست، ایشوز، خاصکر جو Sensitive issues ہیں، آپ اگر اس کے ساتھ محنت کریں گے تو ہم آپ کے مشکور رہیں گے، تھینک یو۔

The sitting is adjourned till 03:00 pm afternoon, Monday 15th August, 2016.

(اجلاس بروز سوموار مورخہ 15 اگست 2016ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)